KitabPk.Com

# تو ہی ہے دل میں

آسیہ رزاقی

"جی دادی اماں! آپ نے بلایا تھا مجھے؟" روا بالوں میں کلپ لگاتے ہوئے ان کے کمرے میں آ کر پوچھ رہی تھی۔

"ہاں بیٹھو ایک مشورہ کرنا تھا تم سے۔"

وہ کرسی کھینچ کر ان کے پلنگ کے نزدیک بیٹھتے ہوئے بولی۔ "ذرا جلدی کیجیے ابھی شام کی چائے کا وقت ہو جائے گا اور سب چائے چائے پکارنے لگیں گے۔"

"میری بات کوئی زیادہ لمبی نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہو گا تمہاری پھوپھی زاد امبرین امتحان میں کامیاب ہوئی ہے، مجھے اس کامیابی پر اسے کوئی تحفہ دینا ہے مگر سمجھ میں نہیں آ رہا کیا دوں؟"

"بی ایس سی تو کر لی محترمہ نے مگر سچ پوچھیں تو قابلیت میٹرک پاس والوں جیسی بھی نہیں۔ صرف کورس کی کتابیں چاٹ لینا ہی تو سب کچھ نہیں ہوتا مگر کون سمجھائے ہماری امبرین بی بی کو۔"

"تم اور کون! تم سے قابل ہے کوئی پورے خاندان میں؟" سمیر اچانک ہی کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"چھپ چھپ کر باتیں سننا بری بات ہے۔" اس کی آمد پر خوشی تو بہت ہوئی مگر روا اظہار کی قائل نہیں تھی۔

"میں نے سننے کی دانستہ کوشش نہیں کی محترمہ! یہ تو تمہاری آواز ہی اتنی بلند تھی کہ برآمدے میں بھی ایک ایک لفظ بخوبی سنا جا سکتا تھا ویسے بات کس کی ہو رہی تھی؟" اس نے نہایت اطمینان سے پوچھا۔

"امبرین کی! وہی میری پھوپھی زاد جن سے تم عثمان بھائی کی شادی میں ملے تھے اور اس نے تمہیں امپریس کرنے کی بھی بہت کوشش کی تھی۔" اس نے یاد دلایا۔

"آ۔۔ ہاں، یاد آیا ملا تو تھا مگر جہاں تک امپریس کرنے والی بات ہے تو ایسا تو کچھ نہیں تھا۔" وہ قدرے حیرت سے بولا۔

"تھا۔ تم تو بھولے ہو اس کی چالاکیاں سمجھ نہیں سکتے مسلسل وہ اپنے تعلیمی ریکارڈ کے بارے میں باتیں کرتی رہی تھی۔" وہ اس کی طرف گہری نظروں سے

sameenanazeer
FriendsKorner

KitabPk.Com

دیکھتے ہوئے بولی۔

"اچھا ہوگا ایسا، مگر مجھے یاد نہیں۔" سمیر نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"اچھا تم نے بتایا نہیں کیا تحفہ دوں؟" دادی اماں نے پھر پوچھا۔ ان کی سوئی بدستور وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"آپ ایسا بھی کوئی معرکہ نہیں کیا اس نے کہ آپ تحفے خریدتی پھریں۔ بس دعائیں دے دیجیے گا، یہی کافی ہے۔" وہ بری طرح تنک کر بولی۔

"میری بچی، یوں تو مت کہو۔ آخر امبرین اس خاندان کی پہلی بچی ہے جس نے سائنس کے مضامین کے ساتھ بی اے کیا ہے۔" وہ فخر سے بولیں۔

"تو کون سی اہم بات ہے۔ سائنس کے ساتھ بی اے کرنے سے کون سے سرخاب کے پر لگ جاتے ہیں۔" وہ بھنا کر بولی۔

"میں کیا جانوں، مجھے تو تمہارے ابا نے ہی بتایا ہے کہ اس نے بڑی محنت کی ہے اور سائنس کے ساتھ بی اے اہم ہوتا ہے۔" دادی نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"ابا بھی بس!" ردا کو غصہ آگیا۔

"کیا امبرین سے تمہاری دشمنی چل رہی ہے؟" سمیر نے پوچھا۔

"تو بھلا میری کیوں دشمنی ہونے لگی کسی سے۔ سمیر! تم بھی بس الٹی ہی بات کرتے ہو۔" وہ جھنجلا کر بولی۔

"تو پھر اتنی بحث کیوں کر رہی ہو لا دو دادی جان کو کوئی اچھا سا تحفہ۔" اس نے سمجھایا۔

"کیا تحفہ؟ ڈائمنڈ کا سیٹ یا کسی بنگلے کے کاغذات؟" اس نے طنز سے کہا۔

"نہیں خیر یہ تو ہم تمہیں دیں گے جب تم بی اے پاس کرو گی۔ فی الحال ایک عدد خوبصورت سوٹ یا پھر گولڈ کی چین ہی کافی ہے۔" وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"گولڈ کی چین پتا بھی ہے کتنے کی آتی ہے۔ دادی جان سارے پیسے امبرین کے تحفے پر لگا دیں گی تو خاندان کے باقی بچوں کو کیا دیں گی؟ بس دادی جان سوٹ ہی ٹھیک ہے۔"

"چلو پھر تم کل بازار جا کر لے آنا۔ ایک دو روز میں امبرین ہماری طرف آئے گی تو میں اسے دے دوں گی۔" دادی جان نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

وہ خاموشی سے اٹھ کر کچن میں آگئی۔ سمیر بھی پیچھے چلا آیا۔

"خالی چائے پر ٹرخاؤ گی؟"

"نہیں، مجھے معلوم ہے تمہیں ٹرخانا آسان نہیں ہے۔ بھیجتی ہوں شرفو کو بازار سے کیک منگوا لیتی ہوں۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"ٹھیک ہے میں ذرا خالہ جان کو سلام کر لوں۔"

"ارے ابھی تک تم امی سے نہیں ملے؟" وہ حیرت سے بولی۔

"کہاں جناب! گھر میں داخل ہوتے ہی تمہاری آواز سنائی دی اور ہم بنا ڈور کے کھنچے چلے آئے۔" اس نے شرارت سے آنکھیں گھماتے ہوئے وضاحت کی۔

"چلو باتیں مت بناؤ۔"

"یہ صرف باتیں ہی نہیں ہیں۔" وہ بڑے جذب سے بولا۔

"جو بھی ہے اس وقت میرے پاس غور کرنے کے لیے بالکل وقت نہیں ہے۔ تھوڑی دیر میں ابا چائے کے لیے آواز دینے لگیں گے۔"

"خالو جی بھی گھر پر ہیں؟ مارے گئے، تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔" وہ بری طرح چونکا۔

"تم نے پوچھا کب تھا؟" وہ اطمینان سے جواب دے کر چائے بنانے لگی اور وہ بھی وہاں سے چلا آیا۔

ردا کے والد امجد علی صاحب اور والدہ اس وقت ٹی وی لاؤنج میں موجود تھے۔ والد صاحب کے عین سامنے ردا سے چھوٹا ہشام نہایت مؤدب انداز میں بیٹھا تھا۔ سمیر آیا تو ہشام کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی اور جیسے اس نے شکر ادا کیا۔

اپنے والد اور خالو سے مل کر سمیر ہشام کے برابر آ بیٹھا۔



"اور سناؤ پارٹنر! آج کل کیا ہو رہا ہے؟" اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر خوش دلی سے پوچھا۔

"ہونا کیا ہے۔ صاحبزادے کو سوائے آوارہ گردی کے اور کسی چیز کا شوق ہی نہیں ہے۔ لوگوں کی بیٹیاں بھی بی ایس سی کر لیتی ہیں، ماں باپ کا نام روشن کرتی ہیں لیکن ہمارے سارے ہی نالائق اور کم عقل ہیں۔ پڑھائی سے نفرت ہے کھیل کود ہلے گلے کے شوقین، باپ کا پیسہ اجاڑنا ہی ان کا مشغلہ ہے۔"

اسے اندازہ ہی نہ ہو سکا تھا کہ خالو جان اس وقت خاصے خراب موڈ میں بیٹھے ہیں ورنہ ہشام سے یہ سوال ہرگز نہ کرتا۔

"میری بہن کی بیٹی ہے امبرین! فرسٹ ڈویژن میں بی ایس سی کا امتحان پاس کیا ہے۔ اس سے چھوٹے دو بہن بھائی بھی بہت لائق ہیں۔ کئی بار کہا اپنے اس نکمے برخوردار سے کہ پھوپھی کے بچوں سے ہی سبق حاصل کر لو مگر ہماری سنتا کون ہے۔"

"سمیر! تم آج کل فارغ ہوتے ہو، ہشام کو پڑھانے آجایا کرو۔" خالہ شاید اب یہ موضوع سمیٹنا چاہتی تھیں۔

"جی ضرور، میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں۔" وہ بڑی سعادت مندی سے بولا مگر یہ نہیں کہہ سکا اس بہانے ہر روز ردا سے ملاقات ہو جایا کرے گی۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔

"سوچ سمجھ کر ہامی بھرو سمیر! یہ لڑکا انتہائی کند ذہن ہے۔" خالو جان نے ہشام کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے، میں اسے پڑھا لوں گا۔" وہ مسکرایا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو یہ تمہارا ہم پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ ایک ہی بیٹا ہے اور وہ بھی ایسا کہ کوئی اچھی امید رکھی ہی نہیں جا سکتی۔" وہ خاصے ناراض تھے بیٹے سے۔

ردا چائے لے کر آئی تو اسے بتانے لگے۔

"اب سمیر روز ہشام کو پڑھانے آیا کرے گا۔ تم ان دونوں کے لیے الگ سے ایک کمرہ تیار کر دو جہاں یہ سکون سے پڑھا سکے۔"

"جی، ٹھیک ہے ابو!" اس نے ذرا کی ذرا سمیر کے مسکراتے چہرے کو دیکھا پھر چائے بنانے لگی۔

وہ اب روز آئے گا یہ خیال ردا کو بھی خوش کر رہا تھا۔ سمیر اسے پسند کرتا ہے، اس بات کا اندازہ اسے بخوبی تھا اور چاہتی تو وہ بھی اپنے اس خوبرو خالہ زاد کو تھی مگر اظہار کبھی نہیں کیا تھا نہ لفظوں میں نہ اشاروں میں، بس وہ اس کی لگن کا تماشا دیکھتی اور مغرور ہوتی جاتی۔ اس کے چچا اور پھوپھی کی فیملی بھی اسی شہر میں تھی اکثر ان کے بچے آتے جاتے تھے۔ ان کی بیٹیاں ردا کی ہم عمر بھی تھیں گو کہ وہ ان سے زیادہ فری نہیں ہوتی تھی مگر یہ بات سب کو بتا رکھی تھی کہ میرا خالہ زاد سمیر مجھے شدت سے چاہتا ہے۔

اس کی چچا زاد مریم نے تو کہہ بھی دیا تھا۔

"ردا باجی ہر معاملے میں خوش نصیب ہیں۔" اور اس کی اکڑی ہوئی گردن اور بھی اکڑ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

امجد صاحب کو اپنے بھائی بہنوں سے بڑی محبت تھی۔ آئے روز انہیں گھر بلا لیتے خوب خاطریں ہوتیں اور ردا جل بھن جاتی۔

"پتا نہیں ان غریب رشتے داروں سے اتنے تعلقات رکھ کر ابا کو کیا مل جائے گا۔ اسی شہر میں ابا کے رشتے کے بھائی بھی رہتے ہیں اتنے بڑے بزنس مین ہیں، یہ محل جیسی کوٹھی ہے ان کی اور بچے اتنے ماڈرن اور خوبصورت کہ بس دیکھتے ہی رہ جاؤ مگر پتا نہیں کیوں ان کے ہاں جانا پسند نہیں کرتے۔ اور اپنے ہاں ہونے والی تقریبات میں بھی بہت کم ہی بلاتے ہیں۔ لوگ تو امیر رشتہ داروں سے تعلقات بنانے میں مرے جاتے ہیں اور ہمارے والد محترم کو پرواہ ہی کوئی نہیں۔"

"اب تم روز آیا کرو گے۔" ابا امی کمرے سے گئے تو اس نے بظاہر بڑی بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے سمیر سے کہا تھا۔

"نہیں، میں نہیں آؤں گا بلکہ ہاشی میرے گھر آجایا

sameenanazeer
FriendsKorner

کرے گا۔" وہ بھی اس کے دل میں چھپی اپنی محبت پہچانتا تو تھا اسی لیے مزے لے رہا تھا۔

"کیا ہاشی تمہارے ہاں جائے گا۔ ابھی ابا کے سامنے تم نے یہ کہا ہے کہ تم اسے پڑھانے یہاں آؤ گے؟"

"اچھا تم اتنی جذباتی کیوں ہو رہی ہو؟" وہ ہنس پڑا۔

"میری بلا سے تم آؤ نہ آؤ۔" اس نے شانے اچکائے۔

"یعنی تمہیں اپنے اکلوتے بھائی کا مستقبل سنوارنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے؟"

"ارے وہ تو ابا نے یونہی تمہیں اسے پڑھانے کی اجازت دے دی ہے ورنہ ہم اس کے لیے ایک سے ایک اچھا ٹیچر رکھ سکتے ہیں۔ ہمارے پاس پیسے کی کمی نہیں ہے۔"

"جی ہاں، کمی تو صرف عقل و ذہانت کی ہے۔" وہ برجستہ بولا۔

"زیادہ مت پھیلو سمیر! اور ہاشی! تم کیا دانت نکال رہے ہو، چائے پی لی ہے تو جاؤ اپنے کمرے میں۔" وہ اس پر بگڑی۔

"باجی تم بھی بس سمیر بھائی کے قابو میں ہی آتی ہو۔ اور یہ بھی خوب ہی سناتے ہیں۔" میٹرک کے اسٹوڈنٹ ہشام کو ردا سے بہت سی شکایات تھیں، اس لیے جہاں اسے ردا کے مقابلے میں کوئی دکھائی دیتا، جھٹ اس کے ساتھ ہو جاتا۔

"پتا ہے سمیر بھائی! تھوڑے دنوں تک امبرین باجی ہمارے گھر آ رہی ہیں اور ردا باجی انہیں بالکل پسند نہیں کرتیں۔"

"کیوں، اس نے اُدھار واپس کرنا ہے ردا کا؟" وہ ہنسا۔

"نہیں، اصل میں وہ ہمارے ددھیال کی سب سے لائق اور خوبصورت لڑکی ہیں۔" ہشام نے وضاحت کی۔

"خوبصورت؟ تمہاری شاید نظر کمزور ہو گئی ہے جو اس سفید بندریا کو خوبصورت کہہ رہے ہو۔" ردا چیخ ہی تو پڑی تھی۔

"صرف میں ہی نہیں انہیں تو سارا خاندان خوبصورت کہتا ہے۔ آپ سب کی آنکھیں ٹیسٹ کروائیں۔" ہشام نے اسے چڑایا۔

"ویسے میں سمجھ گیا۔ ہاشی کی بات درست ہے۔ تم واقعی جلتی ہو اس سے ورنہ یوں اس طرح نہ چلاتیں۔"

"میں کیوں جلوں کسی سے، ان لوگوں میں ایسی خوبی ہی بھلا کون سی ہے ہمارے اس کمرے جتنا صحن ہے ان کے گھر کا اور تین چھوٹے چھوٹے کمرے۔ ان کے ڈرائنگ روم میں ابھی تک پھوپھو کے جہیز کے صوفے رکھے ہیں۔" وہ مذاق اڑا رہی تھی۔

"سمیر بھائی! میں سچ کہہ رہا ہوں۔ امبرین باجی واقعی بہت پیاری سی ہیں۔" ہشام نے بڑے خلوص سے کہا۔

"زیادہ تعریفوں کی ضرورت نہیں ہے۔ سمیر مل چکا ہے اس سے، اور اسے کچھ خاص نہیں لگی تھی اور اب تک تو ٹھیک سے شکل بھی یاد نہیں ہے؟" وہ بڑے اطمینان سے بولی۔

"ہیں؟ واقعی سمیر بھائی!" ہشام کو یقین نہیں آیا۔

"اصل میں مختصر سی ملاقات تھی اور وہ بھی کسی تقریب کے دوران افراتفری کے عالم میں اس لیے میں نے دھیان ہی نہیں دیا۔" اس نے وضاحت کی۔

"اگر ایسی ہی حسینۂ عالم ہوتی تو کیا حافظے سے اتر سکتی تھی؟" ردا، ہاشی کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اب وہ آئیں تب غور سے دیکھیے گا۔" ہاشی ہار ماننے کو تیار نہیں تھا۔

"کیا ہم کسی اور مسئلے پر بات نہیں کر سکتے؟" ردا نے خاصے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں، مثلاً" یہ کہ آج تم نے یہ جو نیا سوٹ پہنا ہے یہ کب اور کہاں سے خریدا ہے؟"

"ہاں واقعی یہ سوٹ میں نے آج پہلی بار پہنا ہے۔ امی اور دادی نے خاصی تعریف کی ہے اور خود مجھے بھی



آئینہ دیکھ کر یہی لگا ہے۔" وہ اپنے بارے میں خاصی پُراعتماد تھی۔

"سب نے درست کہا ہے۔ امی اور دادی بھی ٹھیک کہہ رہی ہیں اور آئینہ تو کبھی جھوٹ بولتا ہی نہیں ہے۔"

"سمیر بھائی! امی یہ سوٹ چچا کی بیٹی روزی کے لیے لائی تھیں، ردا باجی کو پسند آ گیا تو امی کے منع کرنے کے باوجود اپنے لیے سلوا لیا۔" ہشام نے تفصیل بتائی۔

"اچھا ہی کیا کپڑے کی قسمت جاگ گئی۔" ردا نے بے نیازی سے کہا۔

"پتا ہے، روزی بے چاری کے پاس کتنے کم جوڑے ہیں۔ تم تو ہر مہینے کتنے سارے بناتی ہو، یہ اسے دے دیتیں تو بہو جاتا۔" ہشام نے کہا۔

"اچھا تم بڑے آئے روزی کے حمایتی بن کر خبردار آئندہ مجھے کسی بات پر ٹوکا تو۔" وہ غصے سے بولی۔

"بڑی بہن ہے احترام کیا کرو۔" سمیر کا انداز صاف [illegible] تھا۔

"تم کبھی اچھے استاد نہیں بن سکتے۔" وہ غصے سے بولی۔

"اس اطلاع کا شکریہ۔ اور جا کر کچن کا کام دیکھ لو ورنہ خالہ میرے سامنے ہی عزت افزائی فرما دیں گی۔" سمیر نے شوخی سے کہا۔

"اوہو، ایک تو یہ بڑی مصیبت ہے ہزار مرتبہ کہا ہے امی سے، مجھ سے نہیں ہوتا کچن کا کام، کوئی خانساماں رکھ لیں مگر انہیں تو کچن میں کوئی غیر آدمی گھسانا پسند ہی نہیں ہے، بس سب نے مجھے ملازمہ سمجھ لیا ہے۔" وہ شکوہ کناں تھی۔

"غصہ نہ کرو، بس تھوڑے دنوں کی بات ہے پھر تم اپنے گھر چلی جاؤ گی، وہاں جا کر چار چار ملازم رکھ لینا۔" سمیر نے بڑے خلوص سے اسے دلاسا دیا۔

"یہ بھی میرا گھر ہے۔" اس کی آواز دھیمی ہو گئی۔

"کیا پتا قسمت میں کیا لکھا ہے۔ ہو سکتا ہے باجی بیاہ کر کسی غریب گھر میں جائیں۔" ہشام نے مستقبل کا ایک امکانی جائزہ لیا۔

"تم سے کس نے کہا ہے بکواس کرنے کو۔" وہ تپ گئی۔

"کہتا تو بچہ ٹھیک ہی ہے۔" سمیر نے قہقہہ لگایا۔

"تو ٹھیک ہے اب مجھ سے کوئی بات مت کرنا۔" وہ تلملاتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی۔ دونوں کی ہنسی نے دور تک اس کا تعاقب کیا تھا۔

کچن میں آ کر سر جھٹکتے ہوئے وہ فریزر سے گوشت کا پیکٹ نکالنے لگی۔

"ہزار مرتبہ کہا ہے امی سے، شام کا کھانا خود بنایا کریں مگر میری سنتا ہی کون ہے۔" آج اس کا کام کرنے کا موڈ نہیں ہو رہا تھا، کتنے دنوں کے بعد سمیر آیا تھا وہ اس سے باتیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اپنی تصویر اور تعریف، لہجے کی اپنائیت اسے بہت ہی خوشی اور سرور بخشتے تھے۔ جب وہ آتا تھا تو جی چاہتا بس اسی کے پاس بیٹھی رہے اور اس کی سنتی رہے۔

"کیا ہے جو وہ کچن میں آ جائے، کون سا ابھی سے ہاشی کو پڑھانے لگا ہے۔" اس کی نگاہیں بار بار دروازے کی طرف اٹھ رہی تھیں۔

وہ تو نہیں آیا مگر ابا آ گئے۔ "ردا کہاں گم ہو، کان بند کر رکھے ہیں کیا؟ اماں جان کب سے پکار رہی ہیں۔"

وہ بوکھلا گئی اور جلدی سے دادی جان کے کمرے کی جانب لپکی اور یہ دیکھ کر کوفت جاتی رہی کہ سمیر، دادی کے پاس موجود تھا۔

"ابا نے تو تمہیں ہاشی کو پڑھانے کے لیے کہا ہے۔ تم کیا اب دادی جان کو بھی پڑھاؤ گے؟" وہ ہنسی۔

"میں تو دادی جان سے بہت کچھ سیکھنے کی خاطر ان کے پاس آ بیٹھتا ہوں۔"

"دادی جان سے سیکھو گے؟" وہ مسکرائی پھر اطلاع دینے والے انداز میں کہا۔ "یہ تو صرف پرائمری پاس ہیں، کہتی ہیں ان کے زمانے میں لڑکیوں کی اتنی تعلیم ہی بہت سمجھی جاتی تھی۔"

"بے وقوف لڑکی! میں کتابی علم کی بات نہیں کر رہا۔ دنیا کو برتنے کے ڈھنگ، اس کے ساتھ چلنے کے طریقے وہی لوگ بتا سکتے ہیں جو اس تجربے سے



sameenanazeer
FriendsKorner

گزرے ہوں۔" سمیر نے سنجیدگی سے کہا۔
"کبھی کبھی تم بے حد عجیب باتیں کرنے لگتے ہو!"
وہ ایک دم سے بے زار دکھائی دینے لگی۔
"تمہیں دادی جان نے بلایا تھا اگر فرصت ہو تو ان کی بات سن لو۔"
"جی دادی! جلدی سے کہیں، ابھی مجھے رات کا کھانا بھی تیار کرنا ہے۔" وہ کچھ تیز لہجے میں مخاطب تھی۔
"بیٹا! میری دوا کہاں رکھ دی ہے تم نے، میں بھی ڈھونڈتی رہی ہوں، سمیر نے بھی تلاش کی ہے مگر نہیں مل رہی۔"
اس نے ذہن پر زور ڈالا تو خیال آیا۔ دوا کی شیشی دوپہر کو اس نے کمرے میں لانے کے بجائے کچن میں ہی رکھ دی تھی۔ خاموشی سے واپس ہوئی اور ذرا دیر کے بعد انہیں لا تھمائی۔
"کہاں رکھی تھی؟" سمیر پوچھنے لگا۔
"تم سے مطلب، ہر معاملے میں ٹانگ مت اڑایا کرو۔" وہ بھنا کر بولی۔
"سمجھ گیا، ضرور کسی ایسی جگہ رکھ دی ہوگی جو کسی طرح بھی موزوں نہیں تھی۔"
"اف، ایک تو آپ سمجھ دار بہت ہیں۔" اس کے انداز میں طنز تھا۔
"میں تو تمہیں بھی سمجھ دار بنانے کو تیار ہوں۔ باشی کو پڑھانے آیا کروں گا تو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تمہیں بھی دے دوں؟"
"جی نہیں شکریہ۔" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔
"ارے بیٹھ کیوں گئیں، تمہیں تو ابھی کھانا بنانا ہے؟"
اس کا کتنا دل چاہ رہا تھا اس سے باتیں کرنے کو، مگر پتا نہیں کیوں آج وہ اسے جلانے پر تلا ہوا تھا۔
"تمہیں برا لگ رہا ہے میرا یہاں بیٹھنا؟" وہ ناراضی سے بولی۔
"ہاں، میں دادی جان سے کچھ سنجیدہ موضوعات پر بات کر رہا تھا۔ تم موجود ہوگی تو خواہ مخواہ ٹوکتی رہو گی۔"
وہ ایک دم سے اٹھی اور پیر پٹختے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی۔ پھر کسی کام میں دل نہیں لگا۔ امی سے کہہ دیا کہ سر میں درد ہے کھانا خود بنا لیں اور جا کر کمرے میں لیٹ گئی۔ یہ ٹھیک ہے کہ سمیر سے ہلکی پھلکی نوک جھونک تو چلتی رہتی تھی مگر اس طرح تو اس نے کبھی نہیں کہا تھا۔
ردا بچپن سے ہی گھر بھر کی لاڈلی اور فطرتاً" کچھ بے مروت اور خود غرض واقع ہوئی تھی۔ جب وہ چھوٹی تھی تب دادا ابا بھی حیات تھے اور چچا کی فیملی بھی اسی گھر میں ان کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ پھوپھو اور ان کے بچے بھی گرمیوں کی چھٹیاں ان کے گھر گزارتے۔ وہ سب ہم عمر تھے مگر ردا نے کبھی کسی سے دوستی نہ رکھی، نہ ہی انہیں اپنے برابر سمجھا۔ اس کے ابا ایک پرائیویٹ فرم میں اچھے عہدے پر تھے پھر ان کی فیملی بھی مختصر تھی۔
ردا ہمیشہ اپنی دو[illegible] اچھی [illegible] اور اس پر اتراتی بھی بہت۔ ان کے چہروں پر پھیلی حسرت اسے عجیب سی تسکین دیا کرتی تھی۔ وہ ان کے لباس کا مذاق اڑاتی اور پھر آہستہ آہستہ یہ عادت کچھ ایسی پختہ ہوئی کہ وہ ان لوگوں کی ہر بات کا مذاق اڑانے لگی۔ چچا کے بچے تو احساس کمتری کا شکار ہونے لگے مگر پھوپھو کے تینوں بچے کچھ اتنے لائق نکلے کہ ردا کو ان سے نفرت سی ہو گئی۔ خاص کر امبرین تو بہت ہی بری لگتی تھی۔ وجہ یہ کہ وہ ردا سے زیادہ خوبصورت تھی جب کہ خاندان کی دوسری لڑکیاں واجبی شکل و صورت کی مالک تھیں۔
پھوپھو کے حالات اچھے نہیں تھے۔ پھوپھا جان اکثر بیمار رہتے اور آمدنی کا ایک بڑا حصہ ان کی دواؤں پر ہی خرچ ہو جاتا۔ ابا اکثر پھوپھو کی مدد کرتے تھے اور ردا اس لیے بھی پھوپھی زاد بھائی بہنوں پر بہت رعب جماتی اور وہ بے چارے اس کی ہر بات سننے پر مجبور تھے۔ گھر میں لاڈلی تھی، خاندان والے بھی اہمیت دیتے آئے تھے اور یہ سمیر بھی تو پہلے کس طرح بچھا رہتا تھا مگر جب ردا کے دل میں اس کے لیے جگہ بن گئی تو اکڑنے لگا اور آج تو حد ہی کر دی "بھلا کوئی یوں بھی کرتا ہے؟" اسے بار بار رونا آ رہا تھا اور اس کا انتظار بھی تھا کہ شاید ابھی



آ کر منا لے گا، کہہ دے گا میں تو مذاق کر رہا تھا۔
وہ تقریباً" آدھا گھنٹا اس کے انتظار میں اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتی رہی پھر تھک ہار کر بیٹھ گئی۔
"وہ بہت برا ہے اب میں بھی اس سے بات نہیں کروں گی۔" وہ سر ہاتھوں میں تھامے بیٹھی تھی جب سمیر ہلکی سی دستک دے کر کمرے میں آ گیا۔
"ہیلو، کیا ہوا سر کیوں تھام رکھا ہے۔ کیا کوئی عقل چرا کر لے گیا ہے؟"
"اب کیوں آئے ہو؟" اس کے جملے کو نظر انداز کر کے وہ چیخ پڑی۔ تھوڑی دیر پہلے کتنا انتظار تھا اس کا مگر اس کے ہشاش بشاش چہرے اور انداز نے تپا دیا تھا۔
"کیوں آیا ہوں یہاں، یہ بات کچھ لمبی ہے اگر تم سننے کی اجازت دو تو بتاتا ہوں۔" ردا نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تو وہ بولا۔
"خیر تمہاری اجازت کی اتنی خاص ضرورت بھی نہیں ہے۔ اگر موڈ ہوا تو بتا دوں گا [illegible] اس پوز میں بھی آفت لگ رہی ہو۔ آفت کا مطلب سمجھتی ہو مصیبت، مصیبت بھی کئی قسم کی ہوتی ہے جیسے تیز آندھی چلے اور آپ نے کپڑے دھو کر چھت پر پھیلائے ہوں آندھی انہیں لے اڑے اور ان میں وہ سوٹ بھی ہو جو آپ نے پڑوس سے کسی اعلا پائے کی تقریب میں پہننے کے لیے ادھار لیا ہو اور چونکہ آپ کی بے وقوفی کے باعث تقریب میں سوٹ پر چائے الٹ گئی ہو اس لیے دھو کر چھت پر ڈالنے کی نوبت۔۔۔"
"سمیر! میرا موڈ سخت آف ہے۔" اس نے جل کر اس کی بات کاٹی۔
"تو وہ پہلے بتاتا تھا۔" اس نے اچانک ہی خود پر اداسی طاری کر لی۔
"تمہیں میرا ذرا احساس نہیں۔ دعوے تو بڑے کرتے ہو۔"
"تم ذرا کی بات کرتی ہو میرا تو پورا وجود ہی تمہارے احساس میں بھیگا ہوا ہے۔ وہ ایک شعر یاد آ رہا ہے کہو تو سناؤں؟"
"ہاں تم تو۔۔ ہر کام میری اجازت سے کرتے ہو ناں۔"
"پہلے کی بات چھوڑو، اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے تمہاری مرضی کے بغیر ایک قدم نہیں اٹھاؤں گا۔ تمہارے لیے سوؤں گا، تمہارے لیے جاگوں گا۔ تم دن کو رات کہو گی تو میں بھی رات ہی کہوں گا اور میرا خیال ہے تم اکثر ایسا ہی کہو گی۔"
"تم کوئی شعر سنانے لگے تھے شاید۔" وہ اپنی تعریف میں کچھ سننے کو بے چین تھی۔
"چھوڑو دفع کرو کیا رکھا ہے شاعری میں، میں تو ویسے بھی شاعروں کے خلاف ہوں۔ محبوب کو سر پر چڑھا کر اس کا دماغ خراب کر چھوڑتے ہیں۔ ہونہہ چہرہ ہے کہ چاند، بال ہیں کہ آبشار، آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی کنی، ہونٹ گلاب کی پنکھڑی، بدن پھول جیسا، اب ذرا تم ان سب چیزوں کو اکٹھا کرو اور دیکھو کیا بنا ہے۔ کیوں ہے ناں عجیب ڈراؤنی سی چیز۔" وہ ہنسا۔
"تم اپنی محبوبہ کی تعریف کس طرح کرو گے؟" اس نے پوچھا۔
"پہلے میں بھی اس سلسلہ میں بڑا پریشان رہا کرتا تھا مگر قدرت خدا کی دیکھو، مجھے جو محبوبہ ملی ہے اس میں سرے سے کوئی خوبی ہے ہی نہیں۔"
ردا کا چہرہ تپ اٹھا مگر مجبوری تھی کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کہ سمیر کو خوب جانتی تھی۔ وہ صاف کہہ دیتا، تم سے کس نے کہا کہ تم میری محبوبہ ہو۔"
"کیا بات ہے مرچیں چبالی ہیں، کیسے سرخ ہو رہی ہو؟"
"میں مرچیں چباؤں یا انگارے۔ براہ مہربانی میرے معاملے میں دخل مت دیا کرو۔"
"تمہارا میرا معاملہ الگ ہے کیا؟" وہ اچانک ہی جذباتی دکھائی دینے لگا۔
"تم بہت بڑے ایکٹر ہو۔ کبھی کبھی تو مجھے تم سے ڈر لگنے لگتا ہے۔"
"حالانکہ میں ڈرنے والی چیز ہی نہیں ہوں۔"
"تم کیا چیز ہو یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں



sameenanazeer
FriendsKorner

آئی۔"

"بنا سمجھے ہی دل دے بیٹھی ہو' یہ تو بڑی بے وقوفی کی تم نے۔"

"کیا بکواس ہے؟" وہ اعتراف سے گھبراتی تھی۔

"اس بکواس کو عرفِ عام میں محبت کہتے ہیں۔"

"کہتے ہوں گے مجھے کیا۔" اس نے شانے اچکائے۔

"آج نہ مانو' کل خود اعتراف کرو گی۔"

"تم مجھے اپنے سامنے جھکانا چاہتے ہو؟" اسے سمیر کا یوں کہنا اچھا نہیں لگا تھا۔

"ہاں بالکل' ہر مرد کی یہی خواہش ہوتی ہے۔"

"مجھے ایسے مرد پسند نہیں ہیں۔"

"تمہاری رائے کس نے پوچھی ہے؟ مجھے تو بڑے اچھے لگتے ہیں۔"

"سمیر! کیوں مجھے زچ کرتے ہو' تم کوئی اچھی بات نہیں کرسکتے؟"

"اب پتا نہیں تمہارے نزدیک اچھی بات کون سی ہے۔ کہو تو لطیفہ سناؤں؟"

"نہیں' معاف کرو۔"

"ہاں' تمہاری سمجھ میں آئے گا بھی کہاں۔" سمیر نے پُرسوچ انداز میں سہلاتے ہوئے کہا۔

"خالہ جان کب تک آرہی ہیں کراچی سے؟" وہ آج لڑائی کے موڈ میں نہیں تھی۔ اس لیے موضوع بدل دیا۔

"خالہ جان سے بڑا پیار ہے اور ان کے بیٹے کا کوئی احساس نہیں۔" وہی لہجہ جو ردا کا دل دھڑکا جاتا تھا اور جس کے لیے وہ منتظر رہتی تھی۔ جواب میں وہ بے نیاز سی چپ بیٹھی رہی۔

"رانجھے نے ہیر کی بھینس اپنی حفاظت میں لے کر چراگاہ تک جانے کی ذمہ داری صرف اس لیے اٹھائی تھی کہ اس طرح ہیر سے ملنے کے خاطر خواہ مواقع تھے اور میں نے بھی تمہارے بھائی کو پڑھانے کی ذمہ داری اسی لیے لی ہے کہ چلو اس بہانے ہر روز تمہارے گھر آنا جانا تو رہے گا۔ اور میرا خیال ہے یہ کام بھینس چرانے

سے زیادہ بہتر اور باعزت ہے۔ پتا نہیں رانجھے کو اس کا خیال کیوں نہیں آیا یا تو وہ اَن پڑھ تھا یا پھر ہیر کا چھوٹا بھائی کوئی نہیں تھا تمہارا کیا خیال ہے؟"

"پتا نہیں ہمیں نے ہیر نہیں پڑھی۔"

"آج کل کون پڑھتا ہے' اس موضوع پر اتنی فلمیں بنی ہیں کوئی سی بھی دیکھ لو۔" اس نے مشورہ دیا۔

"ٹھیک ہے' دیکھ لوں گی۔" وہ پھر موضوع سے ہٹ رہا تھا اور ردا کا موڈ آف ہونے لگا۔

"آخر میرے دل میں اس کے لیے محبت کیوں پیدا ہوگئی ہے کوئی اور نہیں ملا تھا مجھے' یہ تو ہر بات ہیر پھیر سے کرتا ہے۔" اس نے کلس کر سوچا۔

"میں پچھلے دِنوں تم لوگوں کی طرف نہیں آیا' تم نے یاد تو کیا ہوگا؟"

"میں کوئی فارغ تھوڑا ہوتی ہوں۔"

"بڑے افسوس کی بات ہے ردا بی بی! سوچ لو ایک دن تمہیں اپنے ان رویوں پر پچھتانا پڑے گا۔" وہ ایک بار پھر سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"میں اب بھی پچھتا رہی ہوں۔" بے اختیار اس کے منہ سے نکل گیا۔

"کس بات پر؟" وہ فوراً سیدھا ہو بیٹھا۔

"اب کیا بتاتی کس بات پر۔ اس نے تو آج تک سمیر سے یہ بات چھپائی تھی کہ وہ بھی اس کی محبت کا دم بھرتی ہے۔"

"بولتیں کیوں نہیں' کس بات پر؟"

"اس بات پر کہ تم اس خاندان میں پیدا کیوں ہوگئے؟"

"اس پر تم کیوں پچھتا رہی ہو حالانکہ میری پیدائش میں تمہارا عمل دخل تو رتی بھر نہیں ہے۔"

"تم ہاشی کو پڑھانے آئے تھے؟" اس نے یاد دلایا۔

"ہاشی کو میں موسمِ بہار کی تباہ کاریوں پر مضمون لکھنے کو دے آیا ہوں تھوڑی دیر بعد جاکر چیک کروں گا۔"

"موسمِ بہار میں کون سی تباہ کاریاں ہوتی ہیں بھلا'



تم شاید موسمِ برسات پر لکھوانا چاہ رہے ہو گے۔"

"ارے تمہیں نہیں پتا' بہار تو بڑا جادو کن موسم ہے۔ دل بیچنے سے قرار ہوجاتے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے نینوں کے تیر کا شکار ہوجاتے ہیں اور پھر زمانے بھر میں خوار ہوجاتے ہیں۔" اس نے وضاحت کی۔

"بے چارہ ہاشی تو یہ سب نہیں لکھ سکے گا اور میرا خیال ہے تم فضول باتوں میں اس کا وقت ضائع نہ کرو تو بہتر ہے۔"

"یہ فضول بات نہیں ہے' عمر کا تقاضا ہے۔ اگر ہاشی کو معلوم نہیں ہوگا تو سنہری واردات کرنے سے محروم رہ جائے گا۔"

"تم میرے بھائی کو بگاڑو گے؟" وہ فکرمند دکھائی دینے لگی۔

"تمہیں نہ بگاڑ سکا اسے کیا بگاڑوں گا۔ سچ تم ایک بار ہای تو بھرو۔ ہاتھ تھام کر افق کے اس پار کی سیر پر لے جاؤں گا۔" اس نے جیسے لالچ دیا۔

"مجھے افق کے اس پار جانے کا کوئی شوق نہیں۔"

"چلو پھر اُدھر نہیں جائیں گے' بس کنارے کنارے ٹہل کر واپس آجائیں گے۔"

"سمیر! تم کوئی سیدھی بات کیوں نہیں کرسکتے؟" زچ ہو کر اس نے جیسے التجا کی تھی۔

"سچی بات یہ ہے کہ میں تم سے محبت کرنے کی غلطی کرچکا ہوں۔"

"تم اسے غلطی کہتے ہو۔" وہ پُرسکون ہو کر بولی۔

"تو اور کیا بھلا تم محبت کے قابل ہو۔"

"میں چلتی ہوں۔" وہ ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں؟ مجھے تو ساتھ لے چلو۔ زمانہ بڑا خراب ہے۔"

"تم سے زیادہ خراب کون ہوگا۔" اور پھر وہ واقعی کمرے سے چلی آئی۔

وہ ایسا ہی تھا اور اس کی یہی باتیں تھیں۔ جب سامنے آتا اور یہ سب کہتا تو وہ غصے میں آجاتی مگر اس کے جانے کے بعد پھر سے انتظار شروع کردیتی۔

☼ ☼ ☼

وہ روز ہشام کو پڑھانے کے لیے آنے لگا اور پہلے دن کے علاوہ باقی کے دو دن اس نے ردا پر کوئی توجہ ہی نہ دی۔ وہ بہانے بہانے سے کئی بار اس کمرے میں گئی جہاں وہ دونوں کتابیں کھولے بیٹھے تھے اور سمیر نے جیسے اسے دیکھا ہی نہیں مایوسی جو ہوئی سو ہوئی مگر اسے غصہ بہت آیا' اسی غصے میں چائے بنا کر دینا بھی بند کردی مگر برا ہوا کہ امبرین آئی اور آتے ہی ہمیشہ کی طرح کچن کی ذمہ داری امی نے یہ کہہ کر اس کے سر ڈال دی کہ "تم پکاتی اچھا ہو۔" امبرین نے چائے شرفو کے ہاتھ کمرے میں بھجوائی اور پہلا گھونٹ لیتے ہی وہ چونک اٹھا۔

"آج چائے کس نے بنائی ہے؟" سنہری بھاپ اڑاتی خوشبودار چائے کو دیکھتے ہوئے وہ ہشام سے پوچھ رہا تھا۔

"امبرین باجی آج دوپہر کو ہماری طرف آئی ہیں' انہوں نے بنائی ہوگی وہ کھانا بہت اچھا بناتی ہیں اور وہ بہت لائق بھی ہیں۔ دلوی نے انہیں سوٹ دیا ہے وہ بے چاری کافی غریب ہیں' سوٹ لے کر بہت خوش ہوئیں حالانکہ زیادہ مہنگا تو نہیں ہے۔" ہاشی کے الفاظ کے برعکس انداز میں کوئی ہمدردی نہ تھی۔

"اور وہ ردا کہاں ہے؟ اب تو کچن سے بھی جان چھوٹ گئی۔ بہت خوش ہوگی۔"

ہشام ہنس پڑا۔ "وہ امبرین باجی کے آنے پر کبھی خوش نہیں ہوسکتیں۔ انہیں امبرین باجی بالکل پسند نہیں۔"

"کیوں؟ اسے امبرین سے کیا دشمنی ہے۔"

ہشام ہنس پڑا۔ "یہ آپ آپی سے ہی پوچھیے گا ویسے ایک بات ہے انہیں کوئی بھی پسند نہیں آتا۔"

"سمیر بیٹا! پڑھا رہے ہو یا فارغ ہوگئے؟" ردا کی والدہ جمیلہ نے آکر پوچھا۔

"جی خالہ! اب تو پڑھائی مکمل ہوچکی ہے۔ چائے پی کر گھر جارہا ہوں۔"



sameenanazeer
friendsKorner

"کیا کب تک کراچی سے آجائیں گی؟" انہوں نے سمیر کی امی کے بارے میں پوچھا۔

"امی کو تو کافی دن لگیں گے۔ فریدہ باجی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ناں۔"

"اللہ خیریت کے ساتھ خوشیوں کی گھڑی لائے۔ میں بڑی دعا کرتی ہوں فریدہ کے لیے۔ تم کھانا ادھر ہی کھالیا کرو۔ چائے پیتے ہی جانے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہو۔"

"نہیں خالہ! یوں تو بہت دیر ہو جایا کرے گی۔"

"اچھا چلو' آج کا کھانا تو ادھر ہی کھانا۔ حلیم بن رہی ہے' تمہیں پسند ہے ناں۔"

"جی خالہ! بہت پسند ہے۔ بس آج تو میں ادھر ہی ہوں۔ چلو ہاشی پڑھائی کی چھٹی کیرم لے آؤ' آج مقابلہ ہو ہی جائے۔"

"کچھ باتیں مجھ سے بھی کرلو۔ سچ گھر میں اتنے لوگ ہوتے ہیں مگر بات کرنے کو کوئی نہیں ملتا۔" خالہ نے کہا۔

"کیوں خالہ جان! خالو جان کے ہوتے ہوئے آپ ایسا کیوں محسوس کرتی ہیں۔" وہ شریر ہوا تھا مگر ان کی سنجیدگی برقرار رہی۔

"خالو جان کی بھی کیا کہتے ہو۔ انہیں کبھی بیوی کے احساسات کی پروا ہوئی ہے جو احساس کریں گے۔ ساری عمر انہیں بھائی بہنوں کی فکروں نے ہی چین نہیں لینے دیا اور اب بھی کسی نہ کسی کو میرے سر پر سوار رکھتے ہیں۔ ان کے رشتہ داروں نے بھی ان کی محبت کا خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ کبھی پیسوں کی ضرورت پڑجاتی ہے' کبھی اچھا کھانے کو جی چاہے تو وقت بے وقت ٹپک پڑتے ہیں۔ اور یہ اماں جان! انہیں میرے بچوں کا تو کبھی خیال نہیں آیا نواسوں اور میرے دیور کے بچوں کا بڑا خیال رہتا ہے۔ اب یہ امبرین آئی ہوئی ہے ردا سے اس کے لیے سوٹ منگوایا۔ یہ خیال نہیں آیا ایک جوڑے کے پیسے ردا کو بھی دے دیں کہ بچی تم بھی اپنا جوڑا بنالو' ذرا سی بات ہے مگر بچے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔" انہوں نے دل کا غبار نکالا۔

"دادی جان بے چاری کے پاس اتنی رقم ہوتی ہی کہاں ہے اور ردا باجی بھلا کوئی سستا کم قیمت لباس اپنے لیے خرید سکتی ہیں۔" ہشام بول اٹھا۔

"ہشام! تمہیں بہت زبان لگ گئی ہے۔ خبردار میرے سامنے ان لوگوں کی حمایت کی تو۔" انہوں نے ڈانٹا۔

"بڑی ممانی! لال مرچیں نہیں مل رہیں۔" امبرین دروازے پر کھڑی کہہ رہی تھی۔ سمیر نے آواز کے تعاقب میں نظر اٹھائی' واقعی وہ بہت خوبصورت تھی اور سب سے بڑھ کر اس کے چہرے کی معصومیت۔ وہ دل ہی دل میں سراہے بغیر نہیں رہ سکا۔

"وہیں کہیں ہوں گی۔" انہوں نے بے نیازی سے کہا۔

"میں سب دیکھ کر آئی ہوں۔" پتا نہیں وہ اتنی مؤدب تھی یا سمیر کے سامنے پوز کر رہی تھی۔

"اچھا پھر جاکر ردا سے پوچھ لو' میرے تو سر میں پہلے ہی درد ہے۔" وہ واپس چلی گئی تو بولیں "بس کام نہ کرنے کے بہانے ہیں۔ اب مرچوں کے پاؤں تو ہیں نہیں کہ کچن سے بھاگ نکلیں۔"

✡ ✡ ✡

حلیم واقعی بہت اچھی بنی تھی اور سمیر نے غلطی سے تعریف بھی کردی جو ردا اور خالہ کو بالکل پسند نہیں آئی۔ "اتنے مسالے ڈال دیے ہیں۔ خرچ کا کچھ اندازہ بھی ہے اگر اتنے پیسے برباد کرکے میں پکاؤں تو اس سے کہیں زیادہ اچھی بنے۔" ردا منہ بنا کر کہہ رہی تھی۔

"مگر تم بناتی نہیں ہو ناں۔" سمیر کو اسے چڑانے میں مزا آیا کرتا تھا۔

"ظاہر ہے میرے تو باپ کی کمائی ہے۔ میں تو یوں ضائع نہیں کرسکتی۔" اور سمیر نے دیکھا۔ امبرین کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔

"دل رکھنا تمہیں نہیں آتا ردا بی بی!" وہ بس سوچ کر رہ گیا۔ خالہ کی موجودگی میں اسے کچھ نہ کہہ سکا۔ کھانا کھاتے ہی وہ جانے کی اجازت لے کر اٹھ کھڑا ہوا



جب ردا اور ہشام اسے گیٹ تک خدا حافظ کہنے آئے تھے تب امبرین کچن میں برتن دھونے کی تیاری کر رہی تھی۔ اس کا جی چاہا ردا سے کہہ دے "اس معصوم سی لڑکی کے ساتھ ایسا تو مت کرو' آخر وہ تمہاری مہمان ہے اور تم نے جس طرح اسے بات جتائی ہے' وہ خاصی رنجیدہ بھی ہے مگر اس روز اسے اندازہ ہوا' وہ ردا کے مزاج سے خاصا گھبراتا ہے۔ اسے کوئی بھی ایسی بات نہیں کہہ سکے گا۔

گھر آکر بھی وہ امبرین کے بارے میں سوچتا رہا۔ اسے افسوس تھا۔ غربت اور امارت کا فرق اتنے قریبی رشتہ داروں میں بھی دوریاں ڈال دیتا ہے۔ ردا کو ایسا نہیں کرنا چاہیے وہ اس کی محبت تھی اور سمیر اپنی محبت کو بہت بلندی پر دیکھنا چاہتا تھا۔ ہر خامی سے پاک' مکمل انسان۔ غلطی کے بعد پہلے بھی وہ جاہتا تھا اتنے تواتر سے نہیں اور نہ ہی زیادہ ٹائم کے لیے' اصل میں تب وہ پڑھ رہا تھا اب تعلیم مکمل ہوئی تو پاپا کہتے تھے بزنس میں میرا ہاتھ بٹاؤ مگر وہ کچھ دن آزادی منانا چاہتا تھا اور اس وقت کو انجوائے کرنا چاہتا تھا۔ خالہ کے ہاں جانا اسے ردا کی وجہ سے بہت اچھا لگتا تھا۔ مگر آج جانے جیسے دھچکا سا لگا تھا۔

✡ ✡ ✡

وہ ہشام کو پڑھانے آیا تو گھر میں خاموشی کا راج تھا۔ ہشام اسے لاؤنج میں مل گیا۔ اس نے بتایا۔ "دادی جان سو رہی ہیں۔ امی بازار گئی ہیں اور ردا باجی شاید نہا رہی ہیں۔"

"امبرین کہاں ہے؟ کیا اپنے گھر واپس چلی گئی؟"

"نہیں اتنی جلدی بے چاری کہاں جاسکتی ہیں۔ اصل میں ابو تو بڑی محبت سے انہیں اپنے گھر بلا لیتے ہیں' چلو میری بھانجی بھانجوں کو بھی کچھ دن اچھے کھانے مل جائیں گے۔ وہ آرام سے رہ لیں گے۔ پھوپھو بھی بھائی کو کچھ کہہ نہیں سکتیں۔ انہیں پتا ہے ابو انہیں اور ان کے بچوں کو بہت چاہتے ہیں' اس لیے کبھی امبرین' کبھی حنا اور کبھی کبھار ظفری بھائی بھی ہمارے گھر آجاتے ہیں' جب ظفری بھائی آتے ہیں تب ہمارے ملازم شرفو کی بڑی موج ہو جاتی ہے۔ اس کی ساری بھاگ دوڑ ختم ہو جاتی ہے۔ سبزی لانا' گوشت لانا اور چھوٹے موٹے سارے کام پھر امی' ظفری بھائی سے کرواتی ہیں۔" ہشام نے بتایا۔

"وہ کچھ نہیں کہتے کوئی احتجاج نہیں کرتے؟"

"کیسے احتجاج کریں' ان کی تعلیم کا بہت سا خرچ میرے ابو نے ہی اٹھایا ہے۔"

"امبرین کہاں ہے؟"

اس وقت کچن میں ہوگی یا پھر امی' باجی کا کوئی سوٹ سلائی کر رہی ہوں گی۔ اگر یہ دو کام نہ ہوں تو پھر وہ دادی جان کے پاس جا بیٹھتی ہیں۔ انہیں دادی جان سے بہت محبت ہے۔ وہ رات کو سوتی بھی ان کے کمرے میں ہیں۔ دادی جان بھی ان سے بہت باتیں کرتی ہیں اور ان کی آمد پر بہت خوش ہوتی ہیں۔"

"اچھا اب بہت باتیں ہو گئیں۔ چلو اپنے کمرے میں کتابیں نکالو۔ میں آرہا ہوں۔"

ہشام کے جانے کے بعد وہ کچن میں آگیا امبرین یہاں ــــ مچھلی بنا رہی تھی۔

"ہیلو کیا ہو رہا ہے؟" سمیر کا انداز بہت بے تکلف اور اپنائیت سے پر تھا۔

"کھانا پکا رہی ہوں۔" وہ بھی دھیرے سے بولی تھی۔

"میں نے کل آپ کی بنائی حلیم کی تعریف تو کردی مگر چائے کے بارے میں کچھ کہنا بھول گیا تھا۔ آپ بہت بہت اچھی چائے بناتی ہیں۔"

"شکریہ۔ آج بھی آپ شاید چائے کا کہنے ہی ادھر آئے تھے۔" اس نے فوراً نتیجہ نکالا اور بڑے اعتماد سے سمیر کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ کتنا مہربان تاثر لیے ہوئے تھا۔ مسکراہٹ کتنی نرم تھی اور اس کی آنکھیں اس کے باطن کی طرف شفاف لگی تھیں۔

"ارے سمیر! تم کب آئے۔" ردا کی آواز اس وقت بہت تیز اور سماعت پر بوجھ محسوس ہوئی۔ اس نے پلٹ کر دروازے میں کھڑی ردا کو دیکھا۔ آواز و



sameenanazeer
FriendsKorner

انداز سب رعونت لیے ہوئے۔ اس کے چہرے پر سختی تھی اور اس کی آنکھیں امبرین کی طرف شفاف تھیں تھیں۔

"آپ ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" وہ سمجھی سمیر امبرین سے بات کرنے پر شرمندہ ہے تو اور بھی طنز سے کہنے لگی۔

"دیکھ رہا ہوں تم آخر اتنا جل بھن کس بات پر رہی ہو؟"

"میں کیوں جلنے لگی۔ تم ہمیشہ الٹی بات کرتے ہو۔"

"الٹی کھوپڑی کے لوگوں سے الٹی باتیں کرنا ہی بہتر رہتا ہے۔"

"چلو آؤ کمرے میں چل کر بیٹھتے ہیں۔" وہ نہیں چاہتی تھی کہ سمیر امبرین کے سامنے اس کا مذاق اڑائے۔

"جی نہیں میں تمہاری طرح فارغ تھوڑی ہوں۔ ہاشی کو پڑھانے آیا ہوں پڑھا کر چلا جاؤں گا۔"

یوں انکار پر اس نے بے حد خفت محسوس کی اور بے اختیار امبرین کی طرف دیکھا وہ اپنے کام میں مصروف تھی مگر یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ اس نے سمیر کی بات سنی نہ ہو۔

"گھنی ہے پوری' کیسے بن کر کھڑی ہے۔" اسے امبرین پر خوامخواہ غصہ آگیا۔

"پڑھانے آئے ہو تو یہاں کیوں کھڑے ہو؟" وہ خاصے خشک لہجے میں بولی تھی۔

"تمہیں دیکھنے چلا آیا تھا اور یہاں موجود نہ پاکر خاصا دکھ ہوا۔" ردا نے اس فقرے پر خاصا سکون اور خوشی محسوس کی۔

"تمہیں مہمان کا خیال رکھنا چاہیے ردا! اسے کام میں لگا کر خود آرام سے بیٹھی ہو۔" اگلا فقرہ تپا گیا۔

"تمہیں بڑی ہمدردی ہو رہی ہے۔ خود کیوں نہیں اس کی جگہ کھڑے ہو جاتے۔"

"فضول مت بولو ردا۔" وہ بہت سنجیدگی سے کہہ کر ہشام کے کمرے میں چلا گیا اور ردا کا سکون برباد کر گیا۔ وہ اپنے کیے پر پچھتائی۔ واپس اپنے کمرے میں آئی۔ وہ ہشام کو پڑھانے لگا۔ ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ امبرین چائے لے کر آگئی۔

"بہت شکریہ۔ میں تو ڈر رہا تھا' ردا کی باتوں کی وجہ سے کہیں میں چائے سے ہی محروم نہ ہو جاؤں۔"

"ردا کی باتوں کو میں اتنا اہم نہیں سمجھتی۔ وہ بے چاری عادت ہی ایسی رکھتی ہیں۔" اتنا کہہ کر امبرین واپس چلی گئی اور سمیر کے لیے سوچ کے در وا کر گئی۔

سمیر وہ لڑکا تھا جسے ہر جگہ تعریف ملی۔ وہ لائق فائق' ذہین اور خوبصورت دل و دماغ کے ساتھ صورت بھی اچھی رکھتا تھا پھر اس کی تربیت بھی ایسی ہوئی کہ اعتماد بہت تھا اپنی ذات پر' ردا کو بھی وہ ایک مکمل لڑکی کے روپ میں دیکھنا چاہتا تھا ایسی لڑکی جس سے ملنے والے اس کی تعریف کریں۔ اس کے اخلاق و عادات کو سراہیں اور اسے ایک ذہین اور ڈیسنٹ عورت کا نام دیں مگر یہ لڑکی امبرین کتنی لاپروائی سے کہہ رہی تھی کہ ردا کی بات کی میں پروا نہیں کرتی وہ بے چاری ایسی ہی عادت کی مالک ہے۔ بے چاری کا لفظ اس جملے میں بہت اہم تھا گویا وہ ردا کو کچھ نہیں سمجھتی اس کے چھوٹے ذہن کا مذاق اڑاتی اور ترس بھی کھاتی ہے۔ وہ بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔

"آپ کا فون ہے۔" تھوڑی دیر بعد امبرین پھر اس کے سامنے تھی۔

"میرا فون؟" اس نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔

"کون ہو سکتا ہے؟"

"پتا نہیں۔ ردا نے کہا ہے' آپ کو بلا لاؤں۔"

"اور ردا کہاں ہے؟"

"وہ بھی لوہر لاؤنج میں موجود ہیں۔" دونوں ساتھ ساتھ چلتے لاؤنج تک آئے۔ ردا نیل پالش لگانے میں جی جان سے مصروف دکھائی دے رہی تھی۔ سمیر کی طرف دیکھا بھی نہیں' وہ بھی رخ موڑ کر فون اٹینڈ کرنے لگا اور جونہی اس نے رخ پھیرا' وہ پوری توجہ سے اسے دیکھنے لگی۔ امبرین نے اس کی توجہ اور انہماک کو ذرا کی ذرا رک کر دیکھا پھر واپس چلی گئی۔



فون سے فارغ ہو کر وہ اس کے برابر آبیٹھا۔

"اے لڑکی! بلکہ بے وقوف لڑکی! تمہارے منہ پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟"

"تم باتیں ہی ایسی کرتے ہو کہ مجھے غصہ آجاتا ہے۔"

"زندگی بہت مختصر ہے ردا ڈیر! اسے نفرتوں اور بے اعتنائیوں کی نذر مت کرو' جیو اور جینے دو۔ سب انسان برابر ہیں۔ عزت دینا اور محبت کرنا سیکھو۔" وہ سمجھانے لگا۔

"آخر اس لیکچر کا کیا مطلب ہے؟"

"مطلب یہ ہے کہ امبرین تمہارے گھر مہمان آئی ہے' اگر وہ غریب ہے' اس کے پاس تمہارے جتنی دولت نہیں تو یہ کچھ ایسی بات نہیں ہے جس پر اسے بے رخی کی سزا دی جائے' اپنے گھر بلا کر نظر انداز کیا جائے۔"

"تم آخر اس چڑیل کی اتنی سائیڈ کیوں لے رہے ہو؟"

"تم کس شک میں پڑ گئی ہو؟" وہ ہنس پڑا تھا۔ "ایسی کوئی بات نہیں' یہ تو مجھے پتا ہے تم اس قدر بدذوق ہرگز نہیں ہو سکتے۔"

اس کا جی تو چاہا کہہ دے۔ دیکھنے میں وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہے مگر میں اس دل کے ہاتھوں مجبور ہوں جو تمہارا طلب گار بن گیا ہے مگر کہہ نہیں سکا۔ وہ ردا کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"اگر نیل پالش لگ گئی ہو تو ہمیں بھی کچھ ٹائم دے دو۔"

"ہاں۔ میں تو فارغ ہوں۔" اس نے گیلے بال جھٹکے اور مسکرا کر بولی۔ سمیر نے اس کے بالوں کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم بال لمبے رکھتی ہی نہیں ہو یا بڑھتے ہی نہیں ہیں؟"

"کوشش میں نے بہت کی ہے مگر پتا نہیں کیا مسئلہ ہے ان کے ساتھ۔"

"امبرین سے پوچھ لو' اس کے بال کافی لمبے ہیں۔"

"اچھا اتنی سی دیر میں تم نے اس کے بال بھی دیکھ لیے۔"

"تو اس نے کون سا چھپا رکھے ہیں جب میں کچن میں گیا تو اس کی میری جانب پشت تھی اور ناگن سی چوٹی کمر پر نمایاں تھی۔"

"تم سب مرد نظرباز اور فراڈیے ہوتے ہو۔" غم و غصے سے اس کی بری حالت تھی۔

"شکر ہے تم نے سب کے لیے کہا ہے' صرف مجھ ہی پر الزام عائد نہیں کیا۔"

"کبھی کبھی میں سوچتی ہوں' تمہاری اتنی بے رحم گفتگو کے باوجود میں کیوں تمہیں لفٹ کرواتی ہوں۔"

"اسی کا نام محبت ہے جناب! بندہ مجبور ہو جاتا ہے۔"

"میں کسی سے محبت نہیں کرتی۔"

"اچھا۔" اس نے گہری سانس کھینچ کر ردا کی طرف دیکھا اور خاموش ہو گیا۔

"چپ کیوں ہو گئے۔" اس نے پوچھا۔ سمیر خاموشی سے اٹھا اور ہشام کے کمرے میں چلا گیا۔ ردا نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"یا اللہ کیا بنے گا ہماری محبت کا؟"

ردا بھی اس کو چاہتی ہے' یہ احساس تو اسے پہلے سے تھا۔ آج ابھی ابھی اس کے پاس بیٹھے ہوئے اسے ایک خیال سوجھا تھا۔ محبت انسان کو بدل سکتی ہے' وہ کچھ سے کچھ بن جاتا ہے' ردا ضدی لڑکی ہے اور اسے چاہنے سے زیادہ چاہے جانے کا شوق ہے مگر دل پر زور تو کسی کا نہیں۔

"سمیر بھائی کہاں گم ہیں' لگتا ہے آج آپ پڑھانے کے موڈ میں نہیں۔" ہشام نے ٹوکا۔

"تمہیں مضمون لکھنے کو کہا تھا' لکھا ہے تم نے؟"

"میں تو کب سے بیٹھا آپ کا انتظار کر رہا ہوں'



sameenanazeer
friendsKorner

کس کا فون تھا، آپ تو جا کر چپک ہی گئے۔"
"میرے ابو بات کر رہے تھے۔" اس نے بتایا۔
"کوئی خاص بات تھی؟"
"نہیں بتا رہے تھے، آج رات وہ اسلام آباد جا رہے ہیں، شاید ہفتہ لگ جائے واپسی میں۔" اس نے جواب دیا۔
"آپ اکیلے رہیں گے اپنے گھر میں؟"
"تو کیا ہوا بچہ تھوڑی ہوں جو ڈر جاؤں گا۔"
"میرا مطلب ہے، آپ ادھر ہمارے گھر آجائیں۔ سچ سمیر بھائی! بڑا مزا آئے گا۔"
"سوچیں گے، فی الحال تم سنجیدگی سے پڑھائی کرو۔"
خالہ گھر آئیں تو ہشام نے انہیں بھی بتا دیا، وہ بھی اصرار کرنے لگیں۔ "اتنے روز ہماری طرف آکر رہو۔ یہ ہے تو تمہاری خالہ کا گھر مگر تم کبھی ایک رات بھی ہمارے گھر نہیں ٹھہرے۔ جب امجد کے رشتہ دار مہینہ مہینہ ڈیرے ڈال سکتے ہیں تو پھر میرا پیارا بھانجا کیا ایک ہفتہ بھی نہیں رہ سکتا۔" آخری بات امبرین کو سنانے کے لیے کہی گئی تھی اور یقیناً اس نے سن بھی لی تھی۔ ردا نے اسے رکنے کے لیے زبان سے نہیں کہا مگر چہرہ اور آنکھیں یہی التجا کر رہی تھیں اور اس نے یہ کہہ کر آج تو جانے کی اجازت طلب کرلی کہ کل اپنا مختصر سامان لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔
"خالہ! میرا کمرہ تیار رکھیے گا اور میرے ذوق کے عین مطابق تیار کیجیے گا، کیا اس گھر میں کوئی بندہ ایسا ہے جسے میرے ذوق کی پہچان ہو؟" اس نے کن اکھیوں سے ردا کی جانب دیکھا۔

☼ ☼ ☼

خالہ کے ہاں اگلے روز وہ دن کے دس بجے آگیا تھا۔ ہشام اور امجد انکل گھر پر نہیں تھے، ردا اپنے کپڑے پریس کر رہی تھی۔ امبرین کچن میں تھی جبکہ دادی اور خالہ جمیلہ صحن میں بیٹھی ماشوں اور مونگ پھلیوں سے انصاف کر رہی تھیں۔
"ارے واہ کیا حسین نظارہ ہے۔" وہ اپنا بیگ وہیں رکھ کر ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور مونگ پھلی والی پلیٹ اپنے سامنے رکھ لی۔
"پہلے سامان تو اندر رکھ آؤ، اتنی دیر میں ہم یہ سب کھا نہیں جائیں گے۔" خالہ ہنس کر گویا ہوئی تھیں۔
"کہتے ہیں دانے دانے پر مہر ہوتی ہے اور ان سارے دانوں پر مجھے اپنے ہی نام کی مہر جگمگاتی دکھائی دے رہی ہے۔" ردا برآمدے میں ہی استری اسٹینڈ کے قریب کھڑی تھی، کل کی ناراضی وہ بھول چکی تھی اور اس کی آمد پر بے حد خوش بھی تھی۔
"ہمیں بھی دکھاؤ کہاں ہے وہ مہر؟"
"اور دادی! آپ سنائیں کیا حال چال ہے؟" اس نے ردا کی بات سن کر بھی ان سنی کر دی اور اسے [illegible] حیرت میں ڈال دیا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سمیر پلٹ کر جواب نہ دے۔
"میں ٹھیک ہوں بیٹا اور مجھے بہت خوشی ہے کہ اب تم کچھ روز ادھر ہی رہو گے۔"
"ابھی تو خوش ہیں مگر جب چند روز گزاروں گا تب شاید آپ پریشان ہو جائیں، شور بہت کرتا ہوں نا میں۔" اس نے ساتھ ہی وضاحت بھی کر دی۔
"گھروں میں آوازیں گونجتی ہی اچھی لگتی ہیں، جہاں خاموشی ہو، وہاں ویرانی اور اداسی کا راج ہونے لگتا ہے پھر وہ گھر گھر نہیں لگتے، بس مکان رہ جاتے ہیں۔"
"واہ دادی! آپ تو بہت خوبصورت گفتگو کرتی ہیں۔ اب بہت سا وقت آپ کی صحبت میں بھی میسر ہوگا۔"
"چلو، اب دادی جان بھی بور ہونے کی تیاری کرلیں۔" ردا نے پھر سے اسے بولنے پر اکسایا اور حیرت دو چند ہوئی کہ اب بھی وہ خاموش رہا تھا۔
"لگتا ہے اس مرتبہ خاصا سیریس ناراض ہے مگر کب تک، آخر مان ہی جائے گا۔"



"امبرین! اگر ایک کپ چائے مل جائے تو۔" وہ کچن کے دروازے پر کھڑا بہت بے تکلفی سے دھلے برتن سیٹ کرتی امبرین سے کہہ رہا تھا۔
"ابھی لیجیے۔" وہ اس کے اپنائیت بھرے انداز پر متاثر ہو کر بولی تھی، ورنہ اس گھر میں کون تھا جو اس سے یوں بات کرتا تھا مگر سمیر کا انداز تو اسے شروع ہی سے اچھا لگا تھا۔
"تم چائے بہت اچھی بناتی ہو بلکہ میرا خیال ہے، کھانا بھی بہترین پکاتی ہو۔"
"تعریف کا شکریہ۔" وہ مسکرا دی۔
"لڑکیوں کو کھانا پکانا ضرور آنا چاہیے، گھر بھر کے کام کاج میں ماہر ہونا ہی عورت کے لیے فخر کی بات ہے۔ پتا نہیں آج کل کی لڑکیاں گھر کے کام کاج سے اتنی بے زار کیوں دکھائی دیتی ہیں۔"
امبرین کی اس قدر تعریف [illegible] تو بری [illegible] گئی، یہ لڑکی اسے پہلے ہی ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ اس کی اچھی صورت، اس کا ہر کلاس میں بہترین [illegible] اس کے بہت خلاف کر گیا تھا۔ کپڑے وہیں استری اسٹینڈ پر چھوڑے اور کچن میں آکر بولی۔
"حد ہوتی ہے سستی کی بھی، کب سے کچن میں گھسی برتن ہی مانجھے جا رہی ہو، اتنی دیر میں تو ڈھیروں کام نمٹائے جا سکتے ہیں۔"
"میں سمیر بھائی کے لیے چائے بنانے لگی تھی۔" اس نے دھیرے سے وضاحت کی۔
"ہٹو یہاں سے، میں بناتی ہوں چائے۔" وہ چولہے کے پاس آکھڑی ہوئی۔
سمیر وہاں سے ہٹ کر دادی کے پاس آبیٹھا۔ خالہ جمیلہ کی کوئی ملنے والی آگئی تھیں، وہ انہیں لے کر ڈرائنگ روم میں چلی گئی تھیں۔ امبرین مٹر لے کر وہیں آبیٹھی اور دانے نکالنے لگی۔
"آج مٹر پکا رہی ہیں؟" اس نے پوچھا۔
"جی ہاں، آج مٹر پلاؤ پکانے کا کہا ہے ممانی جان نے، پسند ہے آپ کو؟" وہ پوچھ رہی تھی۔
"ہاں اگر اچھا پکا ہو، میری امی بہت اچھا پکاتی ہیں۔"
"آج میرے ہاتھ کا بھی کھا کر دیکھیں، مجھے پورا یقین ہے آپ کو پسند آئے گا۔" وہ بڑے اعتماد سے کہہ رہی تھی۔
"ہاں سمیر! میری امبر ماشاء اللہ ہر کام میں طاق ہے۔ کھانا پکانا، سلائی کڑھائی اور پڑھائی سب میں تعریف ہی سمیٹتی آئی ہے۔ اللہ اس کے نصیب اچھے کرے۔ جب بھی اس گھر میں آئی ہے، میرا بڑا خیال رکھتی ہے۔ میرے دل سے اس کے لیے ڈھیروں دعائیں نکلتی ہیں۔" دادی اماں نے کہا۔
"رہنے بھی دیں نانی جان! آپ تو ہر کسی سے تعریف کرنے لگتی ہیں۔" وہ آہستگی سے کہہ رہی تھی۔
"شکریہ ادا کرنے کے بجائے شکایت کر رہی ہو، تمہیں تو دادی جان کا شکر گزار ہونا چاہیے، ورنہ آج کے زمانے میں کون کسی کی تعریف کرتا ہے۔"
"ویسے تو نہیں ردا آپ کی بہت تعریف کرتی ہے۔"
"میری۔" سمیر نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔
"جی ہاں، آپ کی۔ آپ سے ہم سب ہی کزنز غائبانہ تعارف رکھتے ہیں۔"
"پتا نہیں، کیا کیا کہا ہوگا اس نے میرے بارے میں۔" سمیر نے فکرمندی کا اظہار کیا۔
"آرہی ہیں، پوچھ لیں۔" امبرین اتنا کہہ کر مٹر کی جانب متوجہ ہو گئی۔
ردا نے چائے لا کر اس کے سامنے رکھی ٹیبل پر رکھ دی۔
"امبرین! میں نے آپ سے چائے بنانے کو کہا تھا، اگر موڈ نہیں تھا تو صاف منع کر دیتیں۔" ردا واپس پلٹتے ہوئے اس کی آواز سن کر رک گئی۔
"وہ ردا کہنے لگیں کہ میں بنا دیتی ہوں، میں تو اس لیے باہر آگئی تھی۔" امبرین وضاحت کرنے لگی۔
"مگر میں نے تو آپ سے کہا تھا کہ چائے بنا دیں کیونکہ مجھے آپ کے ہاتھ کی چائے اچھی لگی تھی۔"



sameenanazeer
friendsKorner

"چائے بنانا بھی ایک آرٹ ہے' اب ہر کوئی تو نہیں بنا سکتا۔"

اس کے سامنے امبرین کی تعریف' وہ ردا کے مقابلے میں اسے سراہ رہا تھا' کیا ایسا بھی ہوتا تھا۔ وہ دھواں دھواں چہرے کے ساتھ سمیر کی طرف دیکھ رہی تھی مگر وہ ادھر متوجہ کب تھا اور اس نے چائے کو بھی دیکھا تک نہیں۔ سالٹا اٹھا کر چھیلنے لگا۔

"کمبخت جادوگرنی! اگر میں اسے سمیر کے ساتھ' نہیں کبھی نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ میں سمیر کو نہیں کھو سکتی۔"

وہ آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ اپنے کمرے میں آئی۔

"اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔" آنکھ میں آئے آنسوؤں کو سختی سے پونچھ کر وہ سوچ رہی تھی۔ سمیر سے شکایت کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ امبرین سے الجھنا اپنی ہی ہنسی اڑانے والی بات تھی۔ وہ تو فوراً" چچا وغیرہ کی فیملی کو بھی بتائے گی اور سب کتنا ہنسیں گے' میں نے تو سب سے یہ کہہ رکھا ہے۔ عنقریب میری اور سمیر کی بات پکی ہو جائے گی مگر امبرین نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔ میں سمیر کو ہار نہیں سکتی' میں اسے منالوں گی' وہ امبرین کی جن باتوں کو سراہتا ہے' وہ خوبیاں مجھ میں بھی تو ہو سکتی ہیں۔ امی بتا رہی تھیں۔ امبرین چائے کے لیے قہوہ الگ سے تیار کرتی ہے۔ دودھ الگ بوائل کرتی ہے' کام لمبا تو ہے مگر سمیر کی خاطر میں عمدہ چائے بنانا سیکھ لوں گی اور وہ اس کے بنائے کھانوں کی بھی تعریف کرتا ہے۔ یہی ہو سکتا ہے جب امبرین کھانا بنائے' میں بھی کچن میں موجود رہوں اور خاموشی سے سب دیکھتی رہوں۔

"ردا! تمہاری کسی دوست مونا کا فون ہے۔" جمیلہ بیگم اسے آواز دے رہی تھیں۔

"ایک تو یہ دوست بڑا وقت خراب کرتی ہیں' اب گھنٹہ بھر گفتگو ہوگی۔" وہ اتنی آواز میں بولا تھا جو ردا بخوبی سن سکے۔ اس کے جاتے ہی چائے کا کپ ہونٹوں سے لگا لیا۔

"ردا کو گھر کے کام کاج میں کچھ اتنی دلچسپی نہیں ہے۔ اصل میں جمیلہ نے اسے کبھی عادت ہی نہیں ڈالی۔" دادی کہہ رہی تھیں اور ردا کی برائی چاہے وہ دادی ہی ہو سمیر کسی سے نہیں سن سکتا تھا' فوراً" بولا۔

"وہ بہت کمال لڑکی ہے۔ اسے کچھ سیکھنے کے لیے سالوں' مہینوں کی محنت کی ضرورت نہیں۔ بہت جلدی سب کچھ پک کر لیتی ہے۔"

امبرین نے اس تعریف پر کچھ حیران ہو کر اسے دیکھا۔ ردا کے سامنے تو وہ کچھ اور ہی کہہ رہا تھا مگر پوچھا کچھ نہیں۔ ردا فون اٹینڈ کر کے بہت جلد واپس آئی مگر تب تک وہ چائے پی کر کپ امبرین کے ہاتھ کچن میں رکھوا چکا تھا۔

"امبرین بیٹا! اپنا سوٹ سی لیا تھا' مجھے پہن کر تو دکھاؤ۔" دادی بہت شوق سے کہہ رہی تھیں۔

"جی نانی! آج رات کو پہن لوں گی۔"

"ارے آپ کپڑے بھی سلائی کر سکتی ہیں؟" ردا کے سامنے اس نے متاثر ہونے کی بہت اچھی اداکاری کی تھی۔

"کپڑوں کی سلائی تو بالکل فضول کام ہے' جب جگہ جگہ ٹیلر موجود ہیں۔ ریڈی میڈ کپڑے خریدنے میں بھی کوئی مشکل پیش نہیں آتی تو پھر یہ سردردی کیوں مول لی جائے۔" ردا کہے بغیر رہ نہ سکی۔

"دادی جان! آپ بھی مجھے بہت سگھڑ دکھائی دیتی ہیں۔ یقیناً آپ کو بھی سلائی بنائی آتی ہوگی۔" اس نے ردا کی بات جیسے سنی ہی نہیں تھی۔ وہ بھی پھر رکی نہیں' اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"ہاں بیٹا! گھر گرہستی کے کاموں سے تو مجھے ہمیشہ سے بہت دلچسپی رہی ہے اور پھر ہمارے دور کی مائیں بھی اس طرف خصوصی توجہ دیا کرتی تھیں۔ اس عورت کو ہی خاندان میں عزت ملتی تھی جو گھر کے کام کاج' سلیقے اور مہارت سے کرتی تھی۔ عورتیں مجھ سے کپڑوں کی کٹائی کروانے آیا کرتی تھیں۔"

"یعنی آپ کے اطراف میں بسنے والی اکثر خواتین کافی پھوہڑ تھیں۔" فوراً" نتیجہ نکال کر بولا۔



"ابھی آپ کہہ رہی تھیں' ہمارے دور کی مائیں اس طرف کافی توجہ دیتی تھیں تو پھر کیا بیٹیاں اتنی کند ذہن تھیں کہ عقلوں میں کچھ پڑتا ہی نہیں تھا۔" امبرین کو ہنسی آ گئی جبکہ دادی کچھ حیران پریشان سی اس کی شکل دیکھنے لگیں۔

"ویسے میرا خیال ہے۔ آج کی لڑکیاں پہلے دور کی لڑکیوں سے زیادہ اچھی ہیں۔ پہلے وقتوں میں لڑکیاں بس سادہ لباس پہنے دوپٹہ سر پر ڈالے باہر کی ہوا سے خود کو بچانے کے چکر میں عجیب سی مخلوق بنی زندگی بتا دیا کرتی تھیں۔ اب لڑکیوں کو شعور آ گیا ہے' انہیں پتا ہے کہ بالوں کا کون سا اسٹائل چہرے پر سوٹ کرے گا۔ لپ اسٹک کا کون سا شیڈ بہتر ہے اور لباس میں جدت کس طرح پیدا کی جا سکتی ہے۔"

"چھوڑو بھی بچے! بھلا ان باتوں سے کیا ہوتا ہے۔ اصل چیز تو شرم و حیا ہے۔ یہی چہرے پر نور اور حسن پیدا کرتی ہے اور آج کے زمانے میں جب یہی نہیں رہی تو جو جی میں آئے کر لو' حسن نہیں آئے گا۔ اب اس امبرین کو ہی دیکھ لو' کتنی سادہ بچی ہے اور کیسی پیاری لگتی ہے۔"

"آپ کا کیا خیال ہے۔ اگر یہ بال سیٹ کروا لے' کوئی اچھے سے کلر کی لپ اسٹک لگا لے' تب یہ پیاری نہیں رہے گی۔" اس نے امبرین کے یوں براہ راست تعریف ہو جانے پر شرمانے سے پہلے ہی یہ فقرہ ادا کر دیا۔

"آپ لوگ مجھے کیوں اپنی گفتگو میں گھسیٹ رہے ہیں' کوئی اور مثال دے دیں۔" اسے واقعی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"جی ہاں' اب ردا بھی تو موجود ہے' اسی کی بات کر لیں۔" وہ استری اسٹینڈ کے پاس اپنے استری کیے کپڑے اٹھانے آئی تھی۔ سمیر نے اس کا نام کافی اونچی آواز میں لیا' وہ رک گئی۔ دادی بھی ردا کو دیکھ چکی تھیں' اس لیے کچھ کہنے سے پرہیز کیا۔

"آپ کہہ رہی ہیں' ڈھیلے ڈھالے کپڑے' بدرنگ دوپٹے گھونگھٹ چہرے کو معصومیت اور نکھار عطا کرتے ہیں مگر ذرا ردا کو تصور میں لائیے اور یہ لباس زیب تن کروائیں پھر دیکھیں کیا لگتی ہیں وہ۔" سمیر نے قہقہہ لگایا۔ امبرین اور دادی جان' ردا کے خوف سے مسکرا بھی نہیں سکیں۔

"میں سچ کہتا ہوں دادی! اس کا بھرم تو ہیئر اسٹائل اور خوبصورت لباس نے رکھا ہوا ہے۔"

ردا نے گہرے دکھ کے ساتھ اس کی جانب دیکھا۔ نگاہوں میں شکایت تھی۔ "آخر میں نے ایسا کیا کر دیا ہے جو سب کے درمیان بیٹھے میرا مذاق اڑا رہے ہو۔" مگر وہ اس کی جانب متوجہ ہوتا تو دیکھتا' ردا چپ چاپ واپس ہو گئی۔

تب دادی بولیں۔ "ہاں یہ بات تو تمہاری ٹھیک ہے کہ ردا تو فیشن کی وجہ سے ہی اچھی لگتی ہے' ورنہ وہ اتنی پیاری نہیں ہے۔"

"حسن تو دیکھنے والے کی نظر میں ہوتا ہے اور جس سے محبت ہوتی ہے' وہ سارے زمانے سے زیادہ حسین دکھائی دیتا ہے۔ اگر آپ کو امبرین' ردا سے زیادہ اچھی لگتی ہے تو یقیناً اس لیے کہ آپ کو امبرین سے بہت محبت ہے۔"

"نہیں' ردا بھی میری بچی ہے' مجھے پیاری ہے مگر امبرین بہت خدمت گزار بچی ہے۔"

"چھوڑیے نانی اماں! کوئی اور بات کریں۔" اسے سمیر کا ایک دم سے پینترا بدلنا عجیب سا لگا تھا' خود تو ردا کی برائی کر لیتا ہے' جب نانی نے کچھ کہا تو ردا کی سائیڈ لینے لگا۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں' اس کے سامنے کوئی ایسی ویسی بات کہنا خطرے سے خالی نہیں ہو سکتا' وہ محتاط ہو گئی تھی۔

ہشام اسکول سے واپس آیا تو سمیر اس کے ساتھ مل کر کرکٹ کھیلنے لگا۔ امبرین کو بھی بلا لیا' وہ بھی فارغ تھی' فوراً" آ گئی۔ ان کی ہاؤ ہو کی آوازیں سن کر اپنے کمرے میں اداس بیٹھی ردا کا جی چاہا کان بند کر لے یا پھر ان آوازوں سے کہیں دور چلی جائے۔

امبرین کی خوبصورتی نے اسے متاثر کر دیا ہے یا پھر وہ جو ملازموں کی طرح سارا دن ادھر ادھر کام نبٹاتی پھرتی



sameenanazeer
FriendsKorner

ہے' وہ سمیر کو پسند آیا ہے' یہ مرد لوگ عورت کو کنیز کے روپ میں دیکھنا ہی پسند کرتے ہیں عورت سارا دن کولہو کا بیل بنی جتی رہے۔ چپ چاپ ان کا حکم بجالاتی رہے' بس اسی صورت میں راضی رہیں گے۔ بھاڑ میں جائے سمیر' میں تو یہ سب نہیں کر سکتی' وہ غصے سے کھولتی بیڈ پر دراز ہو گئی مگر چین کسی پل نہیں آرہا تھا۔ میں سمیر کو کھو دوں اور وہ امبرین کا بن جائے۔ بھلا یہ میرے لیے آسان ہے۔ میں کیسے برداشت کر سکوں گی' مجھے ہر صورت سمیر کو منا لینا چاہیے' اسے امبرین چڑیل سے دور رکھنا چاہیے۔"

وہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر بستر سے اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔ فریج میں قیمہ رکھا تھا اس کے علاوہ سبزیاں بھی موجود تھیں۔ دوپہر کو جو بریانی امبرین نے پکائی تھی۔ سمیر نے اس کی بہت تعریف کی تھی۔ حالانکہ خود امبرین کہہ رہی تھی کہ آج کچھ اچھی نہیں بنی۔ چاول نرم پڑ گئے ہیں۔ ردا کو بھی پسند نہیں آئی تھی جبکہ وہ کہہ رہا تھا' اس سے بہتر بریانی میں نے آج تک نہیں کھائی۔

"رات کا کھانا میں بناؤں گی۔ یہ امبرین تو ہر شے پر قابض ہوتی جارہی ہے۔ اس نے کبابوں کا قیمہ اور چنے کی دال چولہے پر چڑھا دی۔

"سمیر بھائی! آپ سخت بے ایمان ہیں۔ نہیں کھیلنا آپ کے ساتھ۔" ہشام بیٹ پھینک کر پانی پینے کچن میں آگیا تھا۔ پیچھے سمیر اسے مناتے ہوئے چلا آیا۔

"باجی! میں آؤٹ نہیں ہوا مگر سمیر بھائی مسلسل شور مچا رہے ہیں۔ امبر باجی بھی ان کے ساتھ مل گئی ہیں۔"

"تم ایسے لوگوں کے ساتھ مت کھیلو۔" اسے معلوم نہیں تھا کہ سمیر بھی اسے منانے کے لیے کچن کے دروازے تک آچکا ہے۔

"ٹھیک ہے ہاشی! جیسے تمہارے بہن کہتی ہے تم ویسا ہی کرو۔" ہشام کے ہاتھ سے پانی کی بوتل اور گلاس لے کر وہ اپنے لیے پانی انڈیلنے لگا جبکہ ہشام ایک بار پھر بیٹنگ کا ارادہ لے کر باہر بھاگ گیا۔

"میری ہر بات کا غلط مطلب کیوں لینے لگے ہو سمیر! اور مجھ سے سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتے۔ کیا میرے خلاف کسی نے تم سے کچھ کہا ہے؟"

"محترمہ! میں سنی سنائی سے زیادہ اپنی آنکھوں دیکھی پر اعتبار کرتا ہوں۔" اف وہ اس حد تک اجنبیت دکھا رہا تھا۔ ردا کو رونا آگیا' بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"ایسا کیا دیکھ لیا ہے تم نے؟"

"انتہائی مغرور' بد دماغ لڑکی ہو تم کوئی بھی تو خوبی نہیں ہے تم میں اور پھر بھی کتنا اتراتی ہو۔"

"اگر مجھ میں کوئی خوبی نہیں ہے تو پہلے کیوں تم۔"

وہ کہتے کہتے رک گئی۔ کیسے کہہ دیتی۔ تم میری محبت میں گرفتار تھے۔ بھلا سمیر کے لیے مکر جانا کوئی مشکل تھا' صاف کہہ دیتا۔ میں تو مذاق کر رہا ہوں مگر کیا رہ جاتا ردا کے پاس۔ بس اسی لیے وہ خاموش ہو گئی۔ سمیر بھی پانی پینے کے بعد واپس چلا گیا۔

رات کو امی سمیر کو بلاتی رہیں۔ "آکر لاؤنج میں بیٹھو۔" ٹی وی پروگرام بھی بہت اچھا آرہا تھا مگر امبرین اور دادی کے پاس دادی جان کے کمرے میں ہی بیٹھا رہا' کچھ دیر کے بعد ہشام بھی وہیں چلا گیا۔

"امی! یہ امبرین پوری چڑیل ہے۔ دیکھا آپ نے' سمیر کس طرح اس کے آگے پیچھے ہو رہا ہے۔" اس نے دکھی دل کے ساتھ ان سے کہا تھا۔

وہ بھی چونکیں۔ "ہاں' میں بھی کتنی احمق ہوں' واقعی اب یہ سمیر اماں جی کی محبت میں تو جا کر وہاں بیٹھ نہیں گیا۔ یقیناً امبرین کی کشش ہی اسے ادھر لے گئی ہے۔ یہ اچھی بات نہیں' میں تو سمیر کو اپنی ردا کے لیے کب سے چاہتی آئی ہوں۔ یہ بات میں نے آپا سے بھی کہی تھی' انہیں کوئی اعتراض نہیں۔ بھانجی کو بہو بنانا ان کی بھی خواہش ہے اور اب درمیان میں یہ خوبصورت مصیبت کہاں سے ٹپک پڑی۔" وہ خود اٹھ کر سمیر کو بلانے کے ارادے سے دادی کے کمرے میں



چلی گئیں۔ ردا تھکے تھکے انداز میں صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر بیٹھ گئی۔

"السلام علیکم ردا باجی!" ہمسایوں کی بے بی اور ٹیپو چلے آئے۔

"آؤ بیٹھو' تم لوگ یقیناً کہانی سننے آئے ہو گے مگر آج میرا موڈ نہیں ہے۔"

یہ دونوں بچے کبھی کبھار ردا سے کہانی سننے آیا کرتے تھے۔ آج وہ اپنی الجھنوں میں تھی' کہانیاں کہاں یاد رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے پھر ہم دادی جان سے کہانی سن لیتے ہیں' انہیں بہت اچھی کہانیاں آتی ہیں۔"

"ہیلو ننھے فرشتو!" سمیر' امی' ہشام اور امبرین کے ساتھ چلا آیا۔ دونوں بچوں سے ہاتھ ملائے۔

[illegible] سمیر نے کہا۔

"یہ ہمارے پڑوس میں رہتے ہیں' بہت اچھے بچے ہیں۔ ردا سے کہانی سننے کے لیے اکثر آجاتے ہیں۔"

"مگر آج ردا باجی کہہ رہی ہیں' میرا موڈ نہیں ہے۔" ٹیپو نے بتایا۔

"کوئی بات نہیں میں سنا دیتا ہوں۔" سمیر نے گڑیا کو گود میں بٹھایا' ٹیپو کی انگلی پکڑی اور صوفے پر آبیٹھا۔

"تم کہاں بیٹھنے لگی ہو۔ اتنا ہوش نہیں رات کا کھانا بننے والا ہے۔" امبرین کو بیٹھتے دیکھ کر جمیلہ خاصی سختی سے بولی تھیں۔

"رہنے دیں امی! کھانا میں بنا لیتی ہوں۔ ویسے بھی سارا کام میں نے کر لیا ہے۔ صرف پھلکے ہی ڈالنے باقی ہیں۔" ردا جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں' تم بیٹھو۔" امی کو کیا پتا تھا سمیر صاحب کو امبرین کی چوبیں گھنٹے والی مصروفیت ہی پسند ہے۔ ردا کو اس کے سامنے بٹھا کر خود کچن میں چلی گئیں۔

"ہاں' کس کی کہانی سنو گے؟" وہ دونوں بچوں سے مخاطب تھا۔

"شہزادی اور شہزادے کی۔" دونوں بچوں نے یک زبان ہو کر کہا تھا۔ سمیر نے ایک نظر سر جھکائے اداس بیٹھی ردا کو دیکھا پھر بولا۔

"تو سنو' آج ہم تمہیں ایک مغرور شہزادی کی کہانی سناتے ہیں۔ ایک تھا بادشاہ' اس کی ایک ہی بیٹی تھی۔ نازوں کی پالی' پھولوں کی ڈالی۔ کچھ ایسی خوبصورت تو نہیں تھی مگر بے جا لاڈ پیار اور خوشامد نے اسے بڑا مغرور بنا دیا تھا' خود کو پتا نہیں کیا سمجھنے لگی تھی۔ شہزادی بڑی ہوئی تو بادشاہ کو اس کی شادی کی فکر ہوئی۔ لو جی اب سارے ملکوں کو دعوتی رقعے ارسال کیے گئے جس میں لکھا تھا۔ "ہماری چاند سی بیٹی اب شادی کے قابل ہو گئی ہے۔ آپ اپنے اپنے شہزادے ہمارے ملک میں بھیجیں۔ ایک بڑی دعوت عام میں شہزادی اپنے لیے شہزادے کا انتخاب کرے گی اور باقی شہزادے شکریے کے ساتھ واپس لوٹا دیے جائیں گے۔" یہ خطوط پڑھ کر سارے بادشاہ بہت ہنسے۔ لو جی کالی کلوٹی شہزادی کے لیے شہزادے کا انتخاب۔ ارے واہ ہمارے لاڈلے کیا فالتو کے ہیں جسے چاہے پسند کرے جسے چاہے ٹھکرا دے۔ بڑی آئی کہیں کی حور پری۔ اکثر ممالک نے تو شہزادے بھیجے ہی نہیں۔ ہاں کچھ ملک ایسے تھے' جہاں کے شہزادے' شہزادی لاڈو بیگم سے بھی گئے گزرے تھے۔ انہوں نے سوچا موقع اچھا ہے' ویسے تو ہمارے بن مانس کے منہ والے شہزادوں کو کوئی پوچھے گا نہیں۔ شہزادی سے بات بن جائے تو مزے ہو جائیں گے۔ ہاں ایک شہزادہ جو بہت خوبصورت' بے حد نیک اور رحم دل تھا' اسے شہزادی پر ترس آگیا اور اس نے جانے کا فیصلہ کر لیا۔

لیجیے محفل سج گئی ہے' ہر سو روشنیاں ہیں' خوشیاں ہیں' خوشبوئیں ہیں' زرق برق لباس پہنے کنیزیں ادھر سے ادھر آجا رہی ہیں اور مہمانوں پر گلابوں کی پتیاں نچھاور کر رہی ہیں۔ چاند کی چودھویں ہے' ہر سو باغ میں چاندنی چمک رہی ہے اور اس کی روشنی میں پھول نئے ایک عجیب نظارہ پیش کر رہے ہیں۔" وہ بڑے ڈرامائی انداز سے کہانی سنا رہا تھا۔



sameenanazeer
FriendsKorner

بچے تو بچے امبرین، ہشام اور روا بھی بڑی خاموشی اور دلچسپی سے سن رہے تھے۔ اس نے باری باری سب کو دیکھا اور نگاہ روا پر ٹک گئی، وہ ادھر ہی دیکھ رہی تھی، فوراً نگاہ کا زاویہ بدل لیا۔

"شہزادی نیلے رنگ کا ستاروں بھرا بہت قیمتی اور خوبصورت لباس پہنے محفل میں آئی مگر سب نے کہا۔ "لباس شہزادی کے مقابلے میں زیادہ خوبصورت ہے۔"

"اف یہ آئے ہیں میرے امیدوار۔" شہزادی ان بن مانسوں کو دیکھ کر چلا اٹھی۔

"بیٹی! وہ دیکھو، وہ ایک چندے آفتاب چندے ماہتاب بھی تو بیٹھا ہے۔" ملکہ نے نرمی سے اس خوبصورت شہزادے کی جانب اشارہ کیا مگر شہزادی کا مزاج بگڑ چکا تھا بولی۔

"بھاڑ میں جائیں سب کے سب، مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ بھاڑ میں جائیں سب۔"

"اتنا کہہ کر وہ بدتمیز شہزادی پیر پٹختی اپنے کمرے میں واپس چلی گئی۔ سارے شہزادے اس تذلیل پر غصے سے سرخ ہو گئے، سب نے کہا۔ "ہم واپس جا کر اپنے اپنے والدین کو بتائیں گے، اس بے عزتی پر آپ سے سفارتی تعلقات بھی ختم کر لیں گے۔" ملکہ نے تو کہہ دیا، پروا کرتی ہے میری جوتی مگر بادشاہ کافی سیانا تھا، اسے پتا تھا اگر اتنے سارے ملک مخالف ہو گئے تو بہت برا ہو گا۔ اس نے سب شہزادوں سے باری باری معافی مانگی اور اعلان کیا۔ اب میں اپنی بیٹی کی شادی اس سے کروں گا جو صبح سویرے سب سے پہلے شہر کے دروازے سے شہر میں داخل ہو گا۔

یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح سارے محل میں پھیل گئی۔ شہزادی نے سنا تو دل دھک سے رہ گیا، ساری رات اسی پریشانی میں کٹی۔ دیکھیں کون سب سے پہلے داخل ہو گا۔ پتا نہیں کیسی شکل و صورت کا مالک ہو گا۔ ابا حضور بھی کبھی کبھی اتنی سنگدلی سے فیصلہ کر ڈالتے ہیں۔ وہ ساری رات جاگتی اور کمرے میں ٹہلتی رہی۔ اس ایک رات میں اس کا وزن پورے دو پونڈ کم ہو گیا۔

ادھر مؤذن نے اذان دی، ادھر دربان چلایا۔ "بادشاہ سلامت! ہماری شہزادی صاحبہ کا دولہا حاضر ہے۔" شہزادی بھاگ کر جھروکے میں آئی اور قریب تھا کہ بے ہوش ہو کر گر پڑتی کہ ایک کنیز نے تھام لیا۔

"ہائے اللہ، یہ گندا سندا فقیر، کیا یہ میرے قابل ہے۔" شہزادی رو رہی تھی۔ کنیزیں بظاہر تو تسلیاں دے رہی تھیں۔ دل میں ہنس رہی تھیں۔ اچھا ہے ایسی مغرور شہزادی کو ایسا دولہا ہی ملنا چاہیے تھا۔ ادھر فقیر چلا رہا تھا۔

"مجھے چھوڑ دیجیے، بھلا میرا کیا قصور ہے جو بادشاہ کے حضور لے جایا جا رہا ہے۔"

اور جب اسے پتا چلا کہ شہزادی سے اس کی شادی ہو رہی ہے تو ہکا بکا رہ گیا۔ بادشاہ نے شہزادی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھمایا۔ ساتھ میں اشرفیوں کی ایک تھیلی دی اور انہیں محل سے رخصت کر دیا۔ سادہ سے لباس میں ملبوس آنسو پونچھتی شہزادی اس کے پیچھے پیچھے گرتی پڑتی چلی آ رہی تھی جبکہ فقیر جیسے اس کے وجود سے بھی بے نیاز بس چلا جا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر شہزادی دھاڑیں مار کر رونے لگی کہ فقیر نے ساری اشرفیاں بچوں میں بانٹ دیں۔

"تم انتہائی بے وقوف ہو۔" وہ چلائی۔

"چپ بدتمیز عورت! خبردار جو اپنے شوہر کے ساتھ زبان چلائی۔ مجھے لگتا ہے، تمہیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی۔ اب میرے پاس آ گئی ہو، سیدھا کر دوں گا۔"

اور وہ جسے کبھی کسی نے پھولوں کی چھڑی سے بھی نہیں چھوا تھا، ایسی بات سن کر ڈر گئی اور پھر کچھ نہیں بولی۔ فقیر اسے شہر سے باہر بنی جھونپڑی میں لے آیا۔ دن پر دن گزرنے لگے۔ شہزادی دن بھر فقیر کی ہدایت پر مٹی کے کھلونے بناتی اور اپنی قسمت کو روتی۔ ایک روز جب فقیر شہر سے بھیک مانگ کر آیا تو اس نے بتایا۔ کل شہر میں میلہ لگ رہا ہے، تم یہ سارے کھلونے وہاں لے کر جاؤ گی اور بیچو گی۔" شہزادی نے سر اثبات میں ہلا دیا اور اگلے دن میلے میں پہنچ گئی۔ فقیر یہ کہہ کر چلا گیا کہ مجھے جگہ جگہ جا کر بھیک مانگنی ہے، تم ان



کھلونوں کو بیچو اور پیسے سنبھال کر رکھنا، میں حساب لوں گا۔ اس کے جانے کے بعد شہزادی دل ہی دل میں اسے گالیاں دیتی کھلونے سجانے لگی۔ اچانک ایک گھڑ سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا ادھر آیا اور اس کے سارے کھلونے چکنا چور کرتا چلا گیا۔ اف یہ تو وہی خوبصورت شہزادہ تھا۔ شہزادی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کاش میں نے اس کا ساتھ قبول کر لیا ہوتا مگر تب تو میری آنکھوں پر غرور کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس تکبر کی سزا دی ہے، وہ وہیں اپنے ٹوٹے کھلونوں کے پاس بیٹھی آنسو بہاتی رہی۔ شام ہوئی تو ڈرتی ڈرتی خالی ہاتھ اپنے جھونپڑے میں واپس آ گئی۔

اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ بادشاہ اور وہی شہزادہ یہاں جھونپڑے میں موجود ہیں۔ بادشاہ نے شہزادی کو سینے سے لگایا اور بولا۔

"میری پیاری بیٹی! اب تو مزاج کیسا ہے؟"

شہزادی بلک بلک کر رونے لگی اور بولی۔ "ابا حضور! مجھے معاف کر دیں اور اس فقیر سے میری جان بچائیں۔ میں اس جاہل کے ساتھ ہرگز نہیں رہ سکتی۔"

بادشاہ ہنس پڑا اور بولا۔ "اس کا مطلب ہے تمہیں اب بھی عقل نہیں آئی۔"

"میرا خیال ہے، اب آپ کو اسے معاف کر دینا چاہیے اور اصل بات سے بھی آگاہ کر دینا چاہیے۔"

"کیسی بات ابا حضور؟"

شہزادی کے پوچھنے پر بادشاہ نے بتایا۔ "میں تمہاری خودسری سے بہت پریشان تھا، تم نے اس روز بھری محفل میں تمام شہزادوں کی بے عزتی کی، حالانکہ مجھے یہ خوبرو بجیلا نوجوان تمہارے لیے بے حد پسند آیا تھا اور یہ اس نوجوان کی کم عقلی کہ یہ تمہیں اپنی ملکہ بنانے کو تیار تھا، بس پھر ہم دونوں نے مل کر یہ پلان تیار کیا۔ شہزادہ صبح سویرے فقیر بن کر آیا اور تمہیں بیاہ کر لے گیا۔"

بچے اور امبرین کہانی سن کر ہنسنے لگے جبکہ روا جان گئی تھی۔ سمیر نے صرف اسے سنانے کو یہ سب کہا ہے۔ وہ مسکرا بھی نہ سکی۔ اسے پلکیں جھکانے کے باوجود اپنے چہرے پر سمیر کی نگاہوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔ وہ خاموشی سے اٹھی اور کچن میں چلی گئی۔

"تم یہاں کیوں آ گئیں؟ امبرین اور سمیر کو تنہائی کا موقع نہ دیا کرو۔" امی دیکھتے ہی سمجھانے لگیں مگر وہ ان سے کچھ کہہ نہ سکی۔ اس کا دل خاصا برا ہو رہا تھا۔ امی چھلکے ڈال رہی تھیں، اس نے کباب فرائی کیے پھر سلاد بنانے لگی۔

"اوہو، یہاں تو بڑے کام ہو رہے ہیں۔" سمیر کچن کے دروازے پر آ کر کھڑا ہوا، مخاطب خالہ سے تھا، دیکھ اسے رہا تھا۔

"ہاں بھئی! بھرے پُرے گھر میں کام تو ہوتے ہی ہیں۔ میں روٹی بنا رہی ہوں، روا نے کباب بنائے ہیں۔"

"میرا تو خیال تھا۔ کھانا باہر کھایا جائے۔ میں یہی کہنے کے لیے آیا تھا۔"

"جھوٹ، بالکل جھوٹ۔ امی! ابھی کمرے میں بھائی کہہ رہے تھے، بہت بھوک لگی ہے۔ ذرا دیکھ کر تو آؤ، کچھ پکا ہے یا نہیں۔" ہشام نے بھانڈا پھوڑ دیا۔

"اس کا مطلب ہے شہزادے کو سزا دینے کے لیے فقیر کا بھیس نہیں بدلنا پڑا، شہزادی کو پہلے ہی عقل آ گئی ہے اور اس نے غرور سے توبہ کر لی ہے۔"

وہ یہ بات اتنی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا کہ روا کو کچھ کہنے کی ہمت ہی نہ ہو سکی۔

"اس کا مطلب ہے، سمیر نے میرے ساتھ ڈرامہ کیا ہے، بڑا آیا کہیں سے۔" اس روز سارا دن وہ کچن میں رہی اور امی کو بھی ساتھ رکھا۔ بس اب وہ سمیر کو کچھ بھی کہنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ وہ تین بار کسی نہ کسی بہانے سے وہ کچن میں آیا بھی مگر امی کی وجہ سے کچھ کہے بغیر واپس جانا پڑا۔ آخر شام کو بول ہی پڑا۔

"خالہ! آج کیا سارے محلے کی دعوت کا انتظام کرنا ہے جو صبح سے آپ اور آپ کی دختر نیک اختر کچن میں گھسی ہوئی ہیں۔"



sameenanazeer friendsKorner

"آج ردا کا موڈ ہو رہا ہے کہ بہت کچھ پکائے' حالانکہ میں تو بار بار ڈانٹ رہی ہوں' سمیر آج کل ہمارا مہمان ہے' تمہیں کمپنی دینا چاہیے۔ مگر یہ سن ہی نہیں رہی اور بتا ہے' کہہ رہی ہے' سمیر کو لڑکیاں کچن میں گھسی میلی کچیلی اور خاموش ہی اچھی لگتی ہیں۔"

"کیوں' میں کوئی پرانے وقتوں کی بڑی بی ہوں۔ لڑکیوں میں یہ خصوصیات تو وہی دیکھنا پسند کیا کرتی تھیں' جہاں کوئی ایسی لڑکی دکھائی دیتی ہزار جان سے فدا ہو جاتیں' بلائیں لیتی نہ تھکتیں اور پھر اپنے کسی جن جیسے نواسے یا پوتے سے شادی کروا دیتیں۔"

"ردا نے کیک بھی بنایا ہے۔ سموسے اور یہ نمکو بھی بنا کر رکھا ہے' کچھ کھاؤ گے تم؟"

"جی ہاں' کیوں نہیں۔ اب اتنی محنت کی ہے انہوں نے' دل تو نہیں توڑ سکتا۔"

"چائے بھی بنا دوں؟" وہ پوچھنے لگیں۔

"جی ہاں' چائے پینے ہی تو آیا تھا۔"

"ردا! سمیر کے لیے چائے بناؤ' میں نماز پڑھ لوں۔ مغرب کی اذان ہو رہی ہے۔" وہ اتنا کہہ کر کچن سے چلی گئیں۔ ردا بھی کچھ کہے بغیر جانے لگی تو اس نے ہاتھ پکڑ لیا۔

"تم کہاں جا رہی ہو' سنا نہیں خالہ نے چائے بنانے کو کہا ہے۔"

"میں نے سن لیا ہے' آپ چائے پینا چاہ رہے ہیں۔ آپ کو امبرین کے ہاتھ کی چائے پسند ہے۔ میں اسے ہی بلانے جا رہی ہوں۔"

سمیر نے بغور اس کا چہرہ دیکھا' وہ نظروں کے حصار سے بچنے کے لیے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کرانے کی کوشش بھی کر ڈالی' وہ ہنس پڑا اور بولا۔

"رسی جل گئی بل نہیں گیا۔ مغرور شہزادی! تمہارا کوئی علاج ہے بھی یا نہیں۔"

خالہ ہنس رہی تھیں جبکہ ردا کا دل بھر آیا تھا۔ اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ سمیر اس کے بارے میں کتنے غلط خیالات رکھتا ہے اور میں کتنی پاگل ہوں اس کے لیے۔ کھانے کی میز پر سمیر نے کبابوں کے ذائقے پر اعتراض کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا بنانے والا اناڑی ہے۔ اگر ترکیب امبرین سے پوچھ لی جاتی تو اچھا ہوتا۔" ردا سے کچھ کھانا مشکل ہو گیا' وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں آ گئی۔ مجھے سمیر کی ہر بات خاموشی سے برداشت نہیں کرنا چاہیے۔ جواب میں ضرور کچھ بولنا چاہیے۔ اس نے فیصلہ کیا مگر اگلے ہی لمحے اپنے اس خیال کی تردید بھی کر دی۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتی' اگر کچھ کہوں گی تو بات مزید بڑھ جائے گی۔ بس اس امبرین کی بچی کو اب یہاں نہیں رہنا چاہیے۔ میں امی سے بات کروں گی اب اسے چلتا کریں۔ یہ تو میرا دل برباد کرنے پر تل گئی ہے۔ وہ سب بھی شاید کھانا کھا چکے تھے' باتوں کی آواز آ رہی تھی۔ اس نے کمرے کی کھڑکی کھول کر دیکھا۔ امبرین' سمیر اور ہشام لان میں موجود تھے۔ سمیر کوئی قصہ سنا رہا تھا' وہ دونوں ہنسے جا رہے تھے۔ سمیر کو پتا ہے' میں نے کھانا نہیں کھایا۔ اس کی بات سن کر ٹیبل سے اٹھ گئی تھی پر اسے پروا نہیں ہے' آرام سے کھانا کھایا اور اب امبرین سے باتیں بگھاری جا رہی ہیں۔ دادی شاید امی کو آواز دے رہی تھیں' پہلے بھی ردا نے ان سے مسئلہ پوچھنے کی زحمت نہیں کی تھی مگر اب وہ جانتی تھی' سمیر اسے امبرین جیسی لڑکی کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہے۔ فوراً" اٹھی اور ان کے کمرے میں آ گئی۔ دادی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی' وہ چائے پینا چاہ رہی تھیں' اسے دیکھ کر بولیں۔

"تم تو بناؤ گی نہیں' امبرین باہر ہو گی' اس سے کہہ دو چائے بنا دے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے دادی! میں خود چائے بنا دیتی ہوں۔" وہ ان کے کمرے سے نکل کر کچن میں جانے کے لیے برآمدے سے گزری تو سمیر نے اسے دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔ دادی کو چائے دینے کے بعد برتن دھوئے' کچن صاف کیا۔ اس دوران وہ تینوں صحن میں کھڑے باتیں کرتے رہے۔ اس نے سننے کی کوشش بھی کی مگر کچھ پلے نہیں پڑا۔ پھر وہ تینوں چائے بنانے کے لیے کچن میں آ گئے اور یہ فرمائش سمیر



کی ہی تھی' اس نے ردا کو وہاں موجود دیکھ لیا تھا۔

"باجی! چائے تو بنا دو۔" ہشام اس سے کہہ رہا تھا۔ اس نے خاموشی سے پانی چولہے پر رکھ دیا' تب سمیر بولا تھا۔

"امبر! تم بناؤ۔" ردا خاموشی سے چولہے کے پاس سے ہٹ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

☆ ☆ ☆

صبح ناشتے کی ٹیبل پر اس کی سوجی ہوئی آنکھوں اور تھکن زدہ چہرے کو سب نے ہی دیکھا۔

"کیا بات ہے بیٹی! تمہاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔" ابو فکر مند تھے۔

"میں ٹھیک ہوں ابو!" اس کی آواز بھی تھکی تھکی سی تھی اور پھر اس نے سر جھکا کر ناشتا شروع کر دیا تھا۔ وہ برائے نام ہی کھا رہی تھی' سمیر اسے مسلسل نوٹ کر رہا تھا۔ ابو اور ہشام جلدی ناشتا کر کے اٹھ گئے۔ دادی تو صبح اپنے کمرے میں ہی ناشتا کرتی تھیں۔ امبرین اور خالہ کے اٹھنے کے بعد ردا نے بھی کرسی چھوڑ دی جبکہ سمیر یوں ہی بیٹھا تھا' ردا برتن اٹھانے لگی۔

"رہنے دو' جب دھونے امبر نے ہیں تو اٹھا بھی وہ لے گی۔ تم کیوں زحمت کرتی ہو' تھک جاؤ گی۔"

"سمیر۔۔۔" وہ پوری بات نہیں کر سکی' آواز بھر آئی۔

"جی فرمائیے' میں سن رہا ہوں۔" انداز بھرپور بےگانگی لیے ہوئے تھا۔

"تم کتنا بدل گئے ہو' آخر کس بات کی سزا دے رہے ہو مجھے' کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا۔" آنسوؤں پر اختیار نہیں رہا اور چھپانے کے لیے اس نے چہرے کا رخ موڑ لیا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ ردا نے آنسوؤں میں بھیگا چہرہ ہاتھوں سے چھپانا چاہا تو اس نے ہاتھ پکڑ لیے اور بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"مگر ہم یوں نہیں چھوڑیں گے۔ کل تمہیں ہم سب کو کھانا کھلانا ہو گا۔"

"بہت برے ہو تم' میں تم سے نہیں بولتی۔" وہ جان گئی تھی سمیر آج بھی اسی کا ہے۔ اب ناراضی دکھا رہی تھی۔

"اچھا ہوں یا برا ہوں' تمہارا ہی ہوں اگر تم سمجھو تو۔"

"ایسا ہی سمجھتی ہوں۔" اسے اعتراف کرنا پڑا۔

"تو پھر میری معصوم خواہشات کا بھی احترام کر لو' جیسی بنانا چاہتا ہوں' بن جاؤ۔ اس میں تمہاری بھی بھلائی ہے' میں غریب بھی خوش ہو جاؤں گا۔"

"ہاتھ چھوڑو' ابھی مجھے بہت کام کرنا ہے۔ ابو اور ہشام کے کپڑے پریس کرنا ہیں' دادی جان کو دوائی کھلانا ہے پھر رات کے کھانے کی تھوڑی تیاری ابھی باقی ہے۔"

یوں اس نے زبان سے اعتراف نہ کرنے کے باوجود یہ واضح کر دیا' وہ اس کی ہر بات ماننے کے لیے تیار ہے۔

"شاباش! لڑکیاں اسی طرح کام کاج میں مصروف اچھی لگتی ہیں۔"

"ہاں' نوکرانی کے روپ میں۔" اسے سمیر کی سوچ پر دکھ تو تھا۔ "نہیں یار! اپنے گھر کے کام کاج کر کے کوئی نوکر ہوتا ہے بھلا اور میں تمہیں نوکرانی نہیں رانی بنانا چاہتا ہوں۔ دل کی رانی تو ہو ہی گھر رانی بھی تم ہی ہو' یہ میری خواہش ہے میرا خواب اور میری اولین تمنا۔ تم نے مان رکھا۔ بہت شکریہ۔"

ردا گہری سانس کھینچ کر مسکرا دی۔ باہر شام اتر رہی تھی مگر اسے لگا جیسے ایک نئی صبح کا آغاز ہے۔

نرم رو پہلی کرنوں سے سجی ایک روشن صبح جس کی نرمی' آسودگی اور حسن صرف میرے لیے ہے۔



sameenanazeer
friendsKorner